ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی خدماتِ حدیث

* ڈاکٹر خالد ظفر اللہ رندھاوا

اسلام کے بین الاقوامی سفیر، عصر حاضر کے نامور سکالر، شہرہ آفاق محقق، نامور مبلغ اسلام، علم وفقر کے جامع، بہترین انسان دوست وعلم پرور، خط کے جواب میں انتہائی مستعد، مجلس احیاء المعارف النعمانیہ کے بانی اراکین میں سے ایک، نظام حیدرآباد کے اقوام متحدہ میں نمائندے اور اس ریاست کے آخری شہری، پاکستان کی اسلامی دستور سازی کے لیے قائم ''تعلیمات اسلامی بورڈ'' کے رکن، ابو اللغۃ مفسر ومترجم قرآن، منفرد سیرت نگار پروفیسر ڈاکٹر حافظ قاری محمد حمید اللہؒ نے حیدرآباد (دکن) کے ایک مشہور علمی عربی خاندان ''نوائط'' میں ابومحمد خلیل اللہ کے ہاں کوچہ حبیب علی شاہ صاحب کٹل منڈی حیدرآباد میں ۱۶ر محرم ۱۳۲۶ھ/ ۱۹ر فروری ۱۹۰۸ء کو جنم لیا آپ اپنے تین بھائیوں اور پانچ بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے، ۱۹۲۸ء میں آپ کی والدہ اور ۱۹۳۶ء میں (آپ کی پیرس سے واپسی سے چند ماہ قبل) آپ کے والد محترم نے رحلت فرمائی۔

دار العلوم حیدرآباد میں زیادہ تر اور ایک سال جامعہ نظامیہ میں تعلیم پائی۔ جامعہ عثمانیہ میں شعبہ دینیات سے ۱۹۳۰ء میں ایم اے کیا اور اسی سال ایل ایل بی سے فراغت حاصل کی۔ پھر جامعہ عثمانیہ کے شعبہ تحقیقات علمیہ کے پہلے اور واحد طالب علم کے طور پر ''اسلامی قانون بین الممالک'' پر کام کرنے لگے مواد کی تلاش میں بیرون ممالک کا سفر کیا پھر ۷۵ روپے ماہوار یونیورسٹی سکالرشپ پر بون یونیورسٹی (جرمنی) تشریف لے گئے اور ۹، ۱۰ مہینے کی مختصر مدت میں ۱۹۳۳ء میں Neutialitat in slamische Vokeriercht یعنی:
"Neutrality in Muslim International Law " کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈی فل (D.Phil) کی سند حاصل کی (یہ مقالہ ۱۹۳۵ء میں جرمنی سے شائع ہو گیا تھا) ۱۹۳۳ء میں آپ نے تین مہینے عملاً صبح سے شام تک لندن کے کتب خانوں میں بھی گذارے۔ سکالرشپ کی مدت باقی ہونے کی بناء پر آپ جرمنی سے سوبورن یونیورسٹی (فرانس) چلے گئے۔ اور اگست ۱۹۳۴ء میں ''عہدِ نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ میں اسلامی سفارت کاری''

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، صدر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج سمندری۔

(Diplomatie Musulmane al ' epoch an Prophet de I'slam et des caliphes Othodxes)

کے موضوع پر مقالہ لکھ کر ڈی لٹ (D.Litt) کی ڈگری ۱۹۳۵ء میں حاصل کی اس کے بعد لینن گراڈ (روس) جا کر تیسری ڈگری لینا چاہتے تھے جس کے لیے روسی زبان بھی سیکھ لی تھی لیکن ارباب یونیورسٹی نے واپس بلا لیا اور آپ نے یہاں پر ۱۹۳۹ء یا ۱۹۴۰ء میں Muslim Conduct of State کے موضوع پر تحقیقی مقالہ پیش کر کے تیسری Ph.D کی ڈگری حاصل کی۔

طالب علمی سے لے کر ۱۹۴۰ء تک ڈاکٹر صاحب کی علمی دلچسپی اور تحقیقی میدان، قانون، بلکہ اصول قانون اور بین الاقوامی قانون تھے۔ اس کے وہ استاد، محقق اور فرانسیسی وانگریزی کتابوں کے مترجم تھے۔

تقسیم ہند کے وقت اقوام متحدہ میں ریاست حیدر آباد (دکن) کے پاکستان کے ساتھ الحاق کا مسئلہ پیش کرنے کی غرض سے نظام حیدر آباد کی حسب منشاء ایک وفد تشکیل دیا گیا جس میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب بھی شامل تھے ابھی یہ وفد وہاں پر کچھ طے نہ کر پایا تھا کہ بھارت نے کمال عیاری سے ریاست پر قبضہ کر لیا اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے جو آزاد ریاست کے پاسپورٹ پر وفد کے ہمراہ گئے تھے عمر بھر مقبوضہ ریاست میں آنا گوارا نہیں کیا اور اس کے ساتھ ساتھ اس قبضہ میں معاونت کے مجرم برطانیہ میں بھی پھر جانا قبول نہیں کیا۔ کسی بھی ملک کی شہریت اختیار نہیں کی ساری عمر پناہ گزیں کی حیثیت سے سفری دستاویز (Travel Document) پر فرانس میں زندگی گزار دی۔

۱۹۵۴ء سے ۱۹۷۸ء تک پیرس کے نیشنل سنٹر آف سائنٹیفک ریسرچ (CNRS) سے وابستہ رہے پیرس میں آپ نے مرکز ثقافت اسلامی کی بنیاد رکھی اور اس کی طرف سے عرصہ دراز تک ''مجلّہ فرانس۔ اسلام'' ماہوار نکالتے رہے۔ فرانس، مصر، پاکستان، ملائیشیا اور ترکی کے علاوہ دیگر کئی ایک ممالک کی یونیورسٹیوں اور کانفرنسوں میں لیکچر دیتے رہے۔ ۱۹۵۴ء سے لے کر ۲۰ سال سے استنبول یونیورسٹی، ادارۂ تحقیقات اسلامی، ادبیات فیکلٹی، استنبول یونیورسٹی وزٹنگ پروفیسر کے طور پر لیکچر دینے کے لیے تشریف لاتے رہے۔ استنبول، انقرہ اور ارض روم کی یونیورسٹیوں میں آپ عام طور پر عربی میں اور کبھی کبھار انگریزی یا فرانسیسی میں لیکچر دیتے تھے۔ ترکی میں یونیورسٹی لیکچر کے علاوہ آپ کا باقی سارا وقت لائبریریوں میں گذرتا تھا۔

ریٹائرمنٹ کے بعد صحت کے ساتھ دینے تک سارا وقت ذاتی طور پر تحقیقات علمیہ اور تعلیمات اسلامیہ کی فروغ میں گذرتا تھا۔ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۹۶ء تک پیرس کے دو کمروں والے معمولی فلیٹ میں انتہائی سادگی اور تنہائی میں زندگی بسر کردی۔ بقول استاد محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید خطیب اوغلی۔(۱)

> ''خوجہ (استاد یعنی ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب) نے نہ بیوی، نہ نوکر، نہ ٹیلی فون کوئی بھی چیز نہ رکھی کہ یہ سب وقت کا ضیاع ہیں۔''

اپنے کمرے میں پہنچنے کے لیے عمر بھر ہر روز ۱۱۴ سیڑھیاں اترنے چڑھنے کی سخت مشقت گوارا رکھی لیکن فلیٹ تبدیل نہ کیا بالآخر انتہائی کمزور، لاغر اور بیمار ہو جانے پر علاج کی غرض سے ۱۹۹۶ء میں امریکہ چلے گئے۔

امریکہ میں ڈاکٹر صاحب کے بھائی کی پوتی محترمہ سدیدہ شفق صاحبہ نے زندگی کی آخری سانس تک ان کی دیکھ بھال کی اور آپ ۱۳ / شوال ۱۴۲۳ھ / ۱۷ دسمبر ۲۰۰۲ء بروز منگل صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد ایسے لیٹے کہ پھر اٹھ نہ سکے اور استراحت کی حالت میں خفیف سے متبسم چہرے کے ساتھ جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ اگلے دن ۱۸ / دسمبر بروز بدھ آپ کے عزیز شاگرد، ترک نژاد امریکی دانشور پروفیسر ڈاکٹر یوسف ضیاء قاوقچی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں ۷۰ مرد اور ۵ عورتیں شامل تھیں۔ بعد ازاں آپ کو امریکی ریاست فلوریڈا کے شہر جیکسن ولا کے مسلم قبرستان میں دفن کیا گیا (۲) یوں مشرق سے ابھرنے والا یہ روشن تارہ مغرب میں جا ڈوبا۔ آپ کی وفات پر بے ساختہ زبان سے نکلا: ''غاب الغریب فی الغرب'' ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ صاحب کی خدمات حدیث سے پہلے ان کے ''نظریہ حدیث'' اور محدثین کے بارے میں رویہ' پر چند معروضات پیش خدمت ہیں۔

نظریہ حدیث

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ صاحب کے ہاں حدیث اور سنت مترادف ہیں۔ ان کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> ''حدیث سے مراد وہی ہے جو سنت کا مفہوم ہے۔'' (۳)

مزید برآں کہتے ہیں:

''حدیث سے مراد قول بھی ہے اور عمل بھی اسی طرح سنت سے مراد قول بھی ہے اور عمل بھی اب عملاً ان میں کوئی فرق باقی نہیں ہے جہاں تک میرے علم میں ہے۔''(۴)

آپ حدیث وسنت کی حجیت کے قائل ہیں اور انہیں اسلام کے اساسی ماخذوں میں سے تسلیم کرتے ہیں۔آپ کے الفاظ میں'' قرآن مجید کے بعد حدیث کا ذکر ناگزیر ہے اس لیے کہ یہی دو چیزیں ہیں جو اسلام کا محور ہیں۔''(۵) قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ مجتہدین کی سعی و کاوش کی گنجائش تسلیم کرتے ہیں لیکن کسی قیاس یا قیاسی استنباط و استخراج (یعنی اجتہاد) کی بنیاد پر قرآن کی طرح حدیث کی منسوخی کے بھی قائل نہیں ہیں۔ان کے الفاظ میں:

" Although the Quran and the Hadith (traditions)could not be abrogated by qiyas are analogical deduction, yet enough margin was left for individual interpratiation and the recognition of the possibillity of a Mujtahid ". (6)

مزید کہتے ہیں:

''میرا منشاء یہ ہے کہ حقیقت میں حدیث اور قرآن ایک ہی چیز ہیں دونوں کا درجہ بالکل مساوی ہے۔ایک مثال سے میرا مفہوم آپ پر زیادہ واضح ہوگا۔فرض کیجئے آج رسول کریم ﷺ زندہ ہوں اور ہم سے کوئی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کرے اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر یہ جاہل شخص اگر کہے کہ یہ تو قرآن ہے خدا کا کلام، میں اسے مانتا ہوں مگر یہ آپ کا کلام ہے اور حدیث ہے یہ میرے لیے واجب التعمیل نہیں ہے۔تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا فوراً ہی اس شخص کو اُمت سے خارج قرار دے دیا جائے گا۔اور غالباً حضرت عمرؓ وہاں پر موجود ہوں تو اپنی تلوار کھینچ کر کہیں گے یا رسول ﷺ اجازت دیجئے کہ میں اس کافر ومرتد کا سر قلم کردوں غرض رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں یہ کہنا کہ یہ آپ صلی اللہ وسلم کی نجی بات ہے اور مجھ پر واجب التعمیل نہیں

ہے، گویا ایک ایسا جملہ ہے جو اسلام سے منحرف ہونے کا مترادف سمجھا جائے گا اس لحاظ سے رسول اللہ ﷺ جو بھی ہمیں حکم دیں اس کی حیثیت بالکل وہی ہے جو اللہ کے حکم کی ہے۔"(۷)

حدیث رسول اللہ ﷺ پر اس قدر سادہ، پختہ اور ٹھیٹھ ایمان کے باوصف آپ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی "محمد رسول اللہ" اور "محمد بن عبداللہ" کی حیثیت کا فرق بھی رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ جب کوئی چیز وحی کے تحت بیان کریں تو اس کی حیثیت قرآن کے مطابق ہو گی۔ لیکن کوئی بات اپنی طرف سے بیان کریں تو وہ ایک ذہین، ایک فہیم انسان کا بیان تو ہوگا لیکن خدائی وحی نہیں ہوگی انسانی چیز ہوگی اور انسانی چیز میں انسانی خامیاں ہو سکتی ہیں"(۸)

اس فرق کے ساتھ حدیث وسنت کی الہامی کیفیت تسلیم کرتے ہیں۔(۹) اور صحیح حدیث کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں مانتے۔(۱۰)

اس ایمان و عمل بالحدیث کے رویے میں کسی قسم کے احساسِ کہتری کا شکار نہیں ہیں بلکہ ہر مسلمان کو قرآن و حدیث پر متصلبانہ ایمان کی دعوت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"اپنے دین کے ماخذوں کے متعلق ہم مسلمانوں کو کسی سے شرمانے کی کوئی ضرورت نہیں"(۱۱)

آپ عمر بھر اسلام کے دانا دشمنوں (مستشرقین) اور نادان دوستوں (منکرین) کی حجیت حدیث سے انکار پر مبنی جانبدارانہ تحقیقات اور جاہلانہ تحریرات سے کبھی متاثر نہیں ہوئے بلکہ کہتے تھے:

"حدیث اسلامی کی خوبیوں پر نہ دشمن کا معاندانہ طعن وطنز پردہ ڈال سکتا ہے اور نہ دوستوں کی ناواقفیت۔"(۱۲)

اخذ وقبول حدیث میں روایت کے ساتھ ساتھ درایت کی فکر بھی ان کے ہاں پائی جاتی ہے ان کے اپنے الفاظ میں:

"یہ درایتاً حدیث کو کنٹرول کرنے یا جانچنے کا طریقہ ہے۔ درایت کے اصول کے مطابق یہ

دیکھا جاتا ہے کہ حدیث میں جو بات بیان کی گئی ہے وہ عقلاً درست ہے یا نہیں۔فرض کیجئے ایک حدیث میں یہ آتا ہے کہ مثلاً شہر بہاولپور میں فلاں چیز ہوگی۔لیکن درایتاً بہاولپور اس زمانے میں موجود تھا ہی نہیں۔ یہ ذکر کیسے آیا لہذا ہم یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ غالباً یہ سہو کتابت ہے۔اس شہر کا نام رسول اللہ ﷺ نے بہاولپور بیان نہ کیا ہوگا بلکہ اور لفظ ہوگا جو بگڑ کر بہاولپور بن گیا۔ یہ اور اس طرح کی چیزیں ہم درایت سے معلوم کر سکتے ہیں اور ان اصولوں کے مطابق ہم ان دشواریوں کو حل کر سکتے ہیں جو حدیث کے اندر نظر آتی ہیں۔''(۱۳)

ایک سوال ''ہم حدیث کے صحیح ہونے کا اندازہ کس طرح لگائیں؟'' کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

''علمائے حدیث نے مختلف علوم اختراع کیے ہیں جن سے حدیث کی روایتاً اور درایتاً دونوں طرح سے جانچ ہو سکتی ہے اور ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ کس حدیث پر اعتماد کیا جائے اور کس حدیث پر اعتماد نہ کیا جائے۔''(۱۴)

احادیث کی جانچ پڑتال کے لیے محدثین کے قائم کردہ اصول حدیث کی یوں تعریف کرتے ہیں:

''چونکہ قرآن حکیم کی طرح احادیث نبوی کی ترتیب و تدوین پر مؤثر کنٹرول ممکن نہیں تھا۔ لہذا غلط فہمی، اغلاط بلکہ اس سے بھی بدتر امکانات کو مسترد نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ ان امکانات کے پیش نظر ہی مسلمانوں نے احادیث کی انفرادی روایت کے نقد و جرح کے لیے سائنسی انداز ایجاد کیا جس کی ابتداء اصحاب رسول کے زمانے میں ہی ہو چکی تھی۔ احادیث کے راویوں کی سوانح بڑی محنت سے تیار کی گئیں جن میں راوی کی شہرت، دیانت یا ضعیف ہونے پر خصوصی توجہ دی گئی۔ اس کے اساتذہ اور شاگردوں کی مکمل تفصیل اور دوسری معلومات فراہم کی گئیں۔''(۱۵)

ڈاکٹر صاحب کی رائے میں پہلے کتب حدیث پھر کتب فقہ اور بعدازاں خاص فقہی تبویب اور احکام پر مشتمل کتب حدیث کی تشکیل و تدوین کا عمل ظہور پذیر ہوا۔ آپ لکھتے ہیں کہ:

احادیث نبویؐ کو فقہی ابواب پر مرتب کرنے کی کوشش امام مالکؒ (ف ۱۷۹ھ) کی "مؤطا" سے بھی قبل امام ابن الماجشون (ف ۱۶۴ھ) نے کی لیکن سوائے زرقانی کی "شرح مؤطا" کے دیباچے میں نام کے حوالے کے، اس کا اب کوئی پتہ نہیں چلا۔ امام مالکؒ کی تالیف اسی کی اصلاح اور اس کے جواب میں تھی۔ یہ خیال کیا جاتا رہا ہے کہ اولاً خالص حدیث کے مجموعے تیار ہوئے پھر فقہی احکام کی حدیثیں الگ مرتب ہونے کے بعد آخر خالص فقہی کتابیں تیار ہوئیں۔ لیکن میں اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ خالص حدیث کے بعد فقہی کتابیں لکھی گئیں، تو ردعمل کے طور پر قانونی احادیث کے مجموعے تیار ہوئے۔ امام زید بن علیؒ، امام ابوحنیفہؒ اور الماجشونؒ (ف ۱۶۴ھ) جنہوں نے صرف روایات مدینہ جمع کر کے ایک کتاب شائع کی اور دیگر اہل الرائے نے ایک مکتب خیال قائم کیا۔ جس کے پیروؤں نے بعد میں غلو پیدا کیا تو بطور ردعمل اہل حدیث نے سنت کی پیروی پر زور دینے کے لیے فقہی احکام کی حدیثیں الگ مرتب کیں۔ امام مالکؒ (ف ۱۷۹ھ) وغیرہ چند ہم عصروں کی "مؤطاؤں" کو اسی تحریک کا آغاز سمجھنا چاہیے اور صحیح بخاری کو اس کی انتہاء۔" (۱۶) حجیت حدیث کے قائل اور اصول حدیث میں روایت اور درایت ہر دو کے تسلیم کرنے والے اور خدمات محدثین کے معترف ہونے کے باوجود ڈاکٹر صاحب محدثین کی تحقیقات کے ہی پابند نہیں ہیں۔ بلکہ تاریخی طور پر کوئی چیز ثابت ہو جانے پر حدیث کی سند کی صحت ضروری نہیں سمجھتے بلکہ آپ حدیث کو عہد نبوی کی تاریخ اسلام گردانتے ہیں سیرۃ ابن اسحاق کے مقدمے میں رقمطراز ہیں:

"ولکن ما الحدیث الا تاریخ الاسلام للعصر النبوی" (۱۷)

"حدیث عصر نبویؐ کی اسلامی تاریخ ہے۔"

خود بھی بنیادی طور پر محقق ہیں اور حدیث کو بھی تاریخ اسلام کے طور پر قبول کرتے ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب کا حدیث کو عہد نبوی کی تاریخ تسلیم کرنا مستشرقین جیسا نہیں، کیونکہ مستشرقین کے ہاں تاریخ عہد رفتہ کی ایک داستان ہوتی ہے۔ جب کہ ڈاکٹر صاحب کے ہاں حدیث عہد نبوی کی الہامی اور تشریعی حیثیت رکھنے والی تاریخ ہے تاہم حدیث کو تاریخی طور پر تسلیم کرنے کا رجحان بعض اوقات اس قدر غالب آ جاتا ہے کہ محدثین کے ہاں:

"اطلبوا العلم ولو کان بالصین (۱۸)

جیسی موضوع حدیث کوتاریخی اعتبار سے قابل قبول تسلیم کرتے ہیں(۱۹)لولاك لما خلقت الافلاك (۲۰) اگر چہ محدثین کے ہاں موضوعات میں شمار ہوتی ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب ایسی موضوع حدیث کومسلمانوں کے ہاں مشہور ہونے کی بناء پر اپنے عقیدے کی اساس بیان کرتے ہیں(۲۱)انا مدینة العلم وعلی بابها (۲۲) اگر چہ محدثین کے ہاں ضعیف بلکہ موضوع ہے لیکن ڈاکٹر صاحب کو قابلِ قبول ہے (۲۳) اسی طرح اللہ کے گھر کعبۃ اللہ کی شکل کی دل سے مشابہت کی بنیاد ایک موضوع روایت پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ:

''کعبہ کے لیے دل کی تشبیہہ کوئی حقیر بات نہیں مشہور حدیثِ قدسی ہے۔''(۲۴) تو اللہ کا گھر بھی دل کی شکل کی ہی ہونا چاہیے۔''(۲۵)

انتہائی تحقیقی اور باریک بینی والے مزاج کے باوجود نقلِ حدیث میں سہو بھی دکھائی دیتا ہے مثلاً صحیح بخاری کی روایت عمرو بن سلمہ سے مروی ہے لیکن آپ نے اسے سلمہ سے بیان کیا ہے(۲۶)متن حدیث کے بیان میں بھی سہو پایا جاتا ہے، مشہور حدیث ہے کہ سات سال کے بچوں کو پیار سے اور دس سال کے بچوں کو مار پیٹ کر نمازی بناؤ ۔(۲۷) لیکن آپ دس سال کی بجائے سات سال پر مار پیٹ کی بابت لکھتے ہیں:

''سات برس کی عمر کے بعد بچے نماز نہ پڑھیں تو انہیں سزا دینے کا حکم تھا۔''(۲۸)

لیکن یہ سہو ان کی بلند علمی شان میں قطعاً کسی کمی کا سبب نہیں گردانا جائے گا۔ بلکہ ان کے انسان ہونے پر محمول ہوگا اور آپ کا علمی و تحقیقی طور پر انتہائی بلند مقام اور حدیث پر پختہ یقین ہمیشہ لائق بیان رہے گا۔

محدثین کے بارے میں رویہ

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے ہاں بلند علمی مقام کے باوجود اپنی مایہ ناز تحقیقات پر اترانا تو نام کو نہیں لیکن دوسروں کی خدمات کا اعتراف ضرور ہے عام طور پر جملہ محدثین کی کاوشوں کے معترف ہیں۔(۲۹) امیر المومنین فی الحدیث محمد بن اسحاق پر بعض الزامات کے دفاع میں سیرۃ ابن اسحاق کے مقدمے میں جامع و مانع تحریر پیش کی ہے۔(۳۰) ایک دن استادِ محترم خطیب اوغلی صاحب کی ذاتی لائبریری سے ''مقدمہ تحفۃ الاحوذی'' کے ساتھ منسلک مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ صاحب ''تحفۃ الاحوذی'' کے بارے میں سخت ریمارکس والی درج ذیل چٹ ملی۔

[نسخه كاملة من هذا الكتاب مكتوبة بخط الحافظ السيوطي موجودة في الخزانة الجرمنية وللحافظ الذهبي تصنيف في نقد رجال هذا الكتاب ونقله السيوطي على هامش هذه النسخة، مقدمة تحفة الأحوذي شرح جامع ترمذي للمباركفوري ٣٣٤-١/٣٣٣]

استاد محترم نے بتایا کہ:

''ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے ''مسند ابن راھویہ'' کے بارے میں دریافت کرنے پر میں نے مقدمہ تحفۃ الاحوذی سے نقل کر کے یہ اندرونی عبارت بھیج دی۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے یہ خط اس عبارت پر پائی جانے والی حاشیہ آرائی کے ساتھ مجھے واپس بھیج دیا۔ راقم نے استاد محترم کے حکم پر ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کو خط لکھا۔ اس میں اپنے موضوع تحقیق پر راہنمائی کی درخواست کی اور خط کے ساتھ ارسال کردہ چٹ ہذا کی حاشیہ آرائی کے توضیح کی گزارش بھی تھی۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی طرف سے درج ذیل خط موصول ہوا۔''

اس کے بعد میں نے پھر بذریعہ خط گزارش کی اور ان کی طرف منسوب حاشیۂ آرائی کو الگ الگ سرخ دائرے میں نمایاں کر دیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اپنی انتہائی عمدہ عادت کے تحت فوری طور پر درج ذیل جواب سے نوازا۔ (مذکورہ بالا عربی خط کا اردو قارئین کے لیے ترجمہ کیا جا رہا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج صبح مجھے آپ کا خط تحریر کردہ ۲۸/۰۴/۱۹۹۲ء موصول ہوا شاید یہ مئی کی بجائے (اپریل) غلطی سے لکھا گیا ہے۔ میں اس خط کے مضمون سے حیران و پریشان ہوا تاہم حق کو واضح کرنے والے اس موقع کے مہیا کرنے پر آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ استاذنا الکبیر محمد خطیب اوغلی کو یہ سہوا ور دھوکہ کہاں سے لگ گیا ہے۔

میں نے فاضل (ذات) عبد الرحمٰن مبارکپوری کے بارے میں، میری طرف منسوب جوابات کو بار بار پڑھا۔لیکن یہ اسلوب میرا اسلوب ہی نہیں اور نہ ہی یہ میرا ہینڈ رائیٹنگ ہے اور نہ ہی مجھے یاد ہے کہ میں نے عمر بھر ایسی کوئی شے لکھی ہو۔

ہمارے (محترم) پروفیسر خطیب اوغلی سے میری گزارش ہے کہ وہ تحقیق فرمائیں کہ آیا جوابات والا خط میرا ہے شاید انہیں التباس ہو گیا ہے اور کسی دوسرا آدمی کے خط کو انہوں نے میرا خط سمجھ لیا ہے۔

بلا شبہ فاضل (شخصیت) عبد الرحمٰن مبارکپوری اہل علم کے درمیان معروف ہیں اور آپ کی علم حدیث (اور علوم اسلامیہ) کے لیے گرانقدر خدمات بھی ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ محترم مبارکپوری صاحب کے بارے میں میری طرف سے منسوب آراء قطعاً ان تک نہیں پہنچ پائیں گی۔ میں تو ان کا بھرپور احترام کرتا ہوں اور ان کے بارے میری طرف منسوب آراء قطعاً میری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ رکھے۔

ہمارے (محترم) پروفیسر خطیب اوغلی کو میرا اسلام ہو آپ تمام تر عافیت میں زندگی بسر کریں۔

محمد حمید اللہ

یہ علم کی شان ہے کہ اہل علم کو خوش دلی سے قبول کیا جاتا ہے جناب ڈاکٹر صاحب علم کی دولت سے مالا مال تھے اس لیے دیگر اہل علم اور محدثین عظام کی عظمت کے بھی عمر بھر معترف رہے اور کبھی بھی نازیبا لفظ خدّامِ حدیث کے بارے میں نہیں کہا بلکہ حتی المقدور ان کا دفاع اور اعتراف عظمت کرتے رہے۔

خدماتِ حدیث

معروف سکالر اور ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے دیرینہ عقیدت مند جناب پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب کے الفاظ میں:

"علم حدیث میں ان کے کام کی حیثیت ایک خاص انداز کی ہے وہ معروف معنوں میں

محدث نہیں کہلائے۔ انہوں نے علم حدیث کی تدریس کا اس انداز سے کام نہیں کیا جیسا کہ علم حدیث کے اساتذہ کرتے ہیں لیکن علم حدیث کی تاریخ میں وہ ایک منفرد مقام کے حامل ہیں اتنے منفرد مقام کے کہ اگر علم حدیث کی تاریخ لکھی جائے تو شاید ''ڈاکٹر حمید اللہ کا کام'' اس تاریخ کا ایک منفرد عنوان ہو۔'' (۳۱)

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے روایتی انداز میں تدریس حدیث کا کام نہیں کیا ہے وہ اکثر و بیشتر احادیث کے نادر و نایاب مخطوطوں کی تحقیق اور روایات کی تخریج کا عرق ریزی والا کام کرتے ہیں لیکن تصحیح و تضعیف کی ذمہ داری اٹھاتے دکھائی نہیں دیتے تحقیق و تخریج کے علاوہ آپ نے ترجمہ، توسیعی خطبات اور حدیث کے میدان میں تحقیق کرنے والوں کی راہنمائی کا بھرپور فریضہ سرانجام دیا ہے آپ کی خدمات حدیث سے ایک طرف بعض نادر و نایاب مخطوطاتِ حدیث مثلاً صحیفہ ھمام بن منبہ، کتاب السر دوالفرد......، سیرت ابن اسحاق، ''انساب الاشراف'' آپ کی اپنی تحقیق سے طبع ہوئے۔ اسی طرح آپ کی خصوصی عنایت سے سنن سعید بن منصور، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق سے منصۂ شہود پر آئی۔ دوسری طرف آپ نے اپنی تحقیق انیق ''مجموعہ الوثائق السیاسۃ ......'' میں عہد نبویؐ اور خلافت راشدہ کے تحریری سرمائے کو اکٹھا کر دیا ہے۔ آپ کی ہر دو کوششوں سے عصر حاضر میں حدیثِ نبویؐ کے بارے میں پھیلائے گئے اعتراضات کو تاریخی اور ٹھوس بنیادوں پر ''ھبـاء مـنثـورا '' بنا دیا گیا ہے۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں مختلف اعتراضات کے ساتھ ساتھ یہ اعتراض خوب دہرایا گیا کہ احادیث کے مجموعے تیسری صدی ہجری کی پیداوار ہیں لہذا ان کا کوئی اعتبار نہیں جب کہ آپ نے مجموعہ الوثائق السیاسیۃ میں عہدِ نبویؐ کی ۳۸۹ تحریریں اکٹھی کر کے ثابت کر دیا ہے کہ احادیث کی کتابت عہدِ نبویؐ میں بھی وسیع پیمانے پر ہوتی رہی ہے بعد ازاں ''صحیفہ ھمام بن منبہ'' کی تحقیق سے ثابت کر دیا ہے کہ احادیث تقریباً پہلی نصف صدی ہجری میں ہی کتابی شکل اختیار کر چکی تھیں۔ اسی طرح سیرۃ ابن اسحاق (۱۵۱ھ)، انساب الاشراف للبلاذری (۲۷۹ھ) سے دوسری تیسری صدی ہجری میں مؤلفین صحاح ستہ سے متقدم یا معاصر محدثین و مؤرخین کی کتابیں سامنے لا کر مستشرقین و منکرین حدیث کی علمی جہالت کا پردہ چاک کیا ہے اور ان کے نام نہاد بلند بانگ علمی و تحقیقی مقام مرتبے کا کھوکھلا پن ظاہر کر دیا ہے۔ آپ کے ہاں مستشرقین کے حوالے سے علمی طور پر قطعاً کوئی مرعوبیت یا متجددین کی طرح احساس کمتری نہیں پایا جاتا بلکہ آپ ان

کومنہ لگانے کے ہی قائل نہ تھے۔ اعلیٰ علمی تحقیقی سطح پر اپنا کام کرتے چلے جانے کی ہی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ اس بارے میں بیان کرتے ہیں کہ:

''کوئی چار پانچ سال کا عرصہ ہوا، میں نے جرمن زبان میں ایک مضمون لکھا تھا جو جرمنی کے ایک رسالے میں شائع ہوا۔ اس میں یہی بات بیان کی گئی تھی کہ حدیث کے متعلق یہ تصور کہ وہ تین سو سال بعد مدون ہونا شروع ہوئی، فلاں فلاں اسباب سے صحیح نہیں۔ مضمون چھپنے کے کوئی چھ، آٹھ مہینے کے بعد ایک جرمن پروفیسر نے اس موضوع پر ایک نیا مضمون لکھا، اور وہی پرانی دلیلیں اس میں دہرائیں کہ حدیث ناقابل اعتماد ہے، وہ تین سو سال بعد جمع ہونا شروع ہوئی۔ میرا اصول رہا ہے کہ کسی پر اعتراض نہ کروں۔ واقعات کو اس طرح پیش کروں کہ لوگ اپنے ممکنہ اعتراض کا جواب خود ہی پا لیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب یہ دوسرا مضمون چھپنے کے لیے آیا، اسے بھی شائع کر دیا گیا۔ ایڈیٹر نے فٹ نوٹ دیا کہ صاحب مضمون کو چاہیے کہ فلاں نمبر میں شائع شدہ ''حمید اللہ'' کے مضمون کو پڑھ لے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کون سا اصول سب سے بہتر ہے۔'' (۳۲)

اپنی اس روش پر کاربند رہتے ہوئے آپ نے امت محمدیہ کے لیے روایات محمدیہ پر ایمان کی راہ میں شکوک و شبہات کو دور کر دیا اور ان پر ایمان و یقین پختہ تر ہونے کی راہیں آسان کر دیں درحقیقت یہی وہ عظیم خدمت حدیث ہے جس کا مقابلہ کرنے میں عصر حاضر کی کوئی بھی دوسری شخصیت آپ کے ہم پلہ نظر نہیں آتی۔ آپ کی خدمات حدیث (جو ہمیں مہیا ہو سکیں) درج ذیل ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

- تصنیف و تالیف
- تحقیق
- تحقیق و ترجمہ
- مقدمہ و آرٹیکلز
- لیکچر

○ مجموعة الوثائق السياسة للعهد النبوی والخلافة الراشدة

Documents sur Ia diplomatic musulmane a ' I ' epoque du Prophete et des khalifes orthodoxes)

یہ مجموعہ درحقیقت ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کا وہ تحقیقی کام ہے جس پر آپ نے ۱۹۳۵ء میں پیرس سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور ۱۹۳۵ء میں ہی یہ نادر کام بزبان فرانسیسی وہاں سے شائع ہوا بعدازاں آپ نے نصوص اصلیہ شائع کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنی عادت کے مطابق اپنی تحقیق میں ہونے والے جملہ اضافہ جات کو بھی شامل کرتے چلے گئے۔ مولانا عبدالشہید نعمانی کے مطابق پہلا عربی ایڈیشن بھی ۱۹۳۵ء میں ہی منصۂ شہود پر آ گیا تھا(۳۳) اس کا اردو ترجمہ بنام ''سیاسی وثیقہ جات از عہدِ نبویؐ تا بہ خلافت راشدہ'' از مولانا ابویحییٰ امام خاں نوشہروی، مجلس ترقی ادب، کلب روڈ لاہور کی طرف سے پہلی بار ۱۹۶۰ء میں طبع ہوا جو کہ ۳۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

دارالارشاد، بیروت کی الطبعۃ الثالثۃ (۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء) میں عہدِ رسالت کی ۳۸۹ تحریریں پائی جاتی ہیں یہ تحریریں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے مکتوبات، جوابات، فرامین، معاہدے، دعوت اسلامی، عمال کی تقرری، آراضی وغیرہ کے عطیات، امان نامے اور وصیت نامے وغیرہ پر مشتمل ہے۔ (۳۴) خلافت راشدہ کے دور کی تحریریں اس کے علاوہ ہیں ڈاکٹر صاحب نے یہ تحریریں ۲۹۴ نادرونایاب مطبوع ومخطوط مصادر ومراجع سے اکٹھی کی ہیں۔ (۳۵) یہ ناممکن کام آپ ہی کی سراپا تحقیق وجستجو ذات کرسکتی تھی اس قدر ماخذوں تک رسائی اتنی زبانوں پر واقفیت اور ان سب پر مستزاد کام کی یہ لگن صرف اور صرف آپ ہی کا خاصہ تھا عام آدمی کیا ایک جماعت بھی اس قدر باریک بینی اور تقابل والا کام سرانجام دینے سے قاصر رہے گی۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ:

> ''ومع شوقی الی جمع کل ما نسب من المکتوبات الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انی لم ادون ھھنا الا ما ثبت انہ کان مکتوبا وابعدت کل مالم یصرح المصدر بانہ کان مکتوبا ، حتی ولو غلب علی ظنی انہ کان کذلک'' (۳۶)

اس طرح ڈاکٹر صاحب نے عہدِ رسالات کی ۳۸۹ تحریریں یکجا کر کے ثابت کر دیا ہے کہ عصر نبویؐ میں ہی احادیث تحریری شکل اختیار کر چکی تھیں اور عصر حاضر کے منکرین حدیث کا یہ اعتراض قطعی طور پر بے بنیاد اور تاریخی اعتبار سے جاہلانہ ہے کہ احادیث کی تدوین تیسری صدی ہجری کے عجمی محدثین کا من گھڑت کارنامہ ہے۔

''خوئے بدرا بہانہ بسیار'' کا تو دنیا میں کوئی علاج دریافت نہیں ہو سکا لیکن اگر کوئی جہل مرکب کی بجائے جہل بسیط کا شکار ہو کہ دو تین سو سال بعد لکھی گئی احادیث قطعاً قابل اعتبار نہیں ہیں تو ڈاکٹر صاحب نے سالہا سال کی محنت شاقہ اور عرق ریزی کے بعد اس غلط فہمی کا الجواب الکافی مہیا کر دیا ہے۔

اس تحقیق انیق میں ڈاکٹر صاحب نے منہج وحید اختیار کیا ہے۔ ہر تحریر کا مسلسل نمبر درج کرتے ہیں بعد ازاں مختلف مصادر کی نشاندہی پہلے اور متن تحریر بعد میں پیش کیا ہے۔ حسب ضرورت حاشیہ میں مصادر کے اختلافات لفظیہ کے علاوہ آیات قرآنیہ کی تخریج کا فریضہ بھی سرانجام دیا ہے۔ اپنی جمیع تحقیقات و تالیفات کی طرح یہاں بھی روایات کی من حیث القبول حیثیت کی طرف قطعاً التفات نہیں فرمایا ہے اور نہ کسی روایت کے اصول محدثین پر صحیح یا ضعیف ہونے کا فیصلہ نقل کیا ہے۔

عہدِ رسالت کی تحریروں کے اخذ و جمع میں ڈاکٹر صاحب نے اگرچہ ایسی کتابوں تک رسائی حاصل کی ہے جنہیں دیکھنے کو دوسروں کی نگاہیں ترستی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مولانا عبدالشہید نعمانی یوں ناقد ہیں:

> ''بصد احترام یہ عرض ہے کہ ہمیں اس کتاب میں ایک کمی بڑی شدت سے محسوس ہوئی اور یہ کہ ڈاکٹر صاحب نے کثرت مصادر تک رسائی کے باوجود مکاتیب کی صحت کی طرف توجہ نہیں دی وہ مختلف نسخوں کے اختلاف کو بالالتزام ذکر کرتے ہیں لیکن یہ اختلاف کیوں ہے اور اس میں کس نسخے کا متن صحیح ہے، اس کے بارے میں کوئی تصریح نہیں کرتے پھر مزید یہ کہ انہوں نے اکثر جگہ طبقات ابن سعد کے ذکر کردہ متن کو اپنی کتاب میں اصل متن کی حیثیت سے نقل کیا ہے اور دیگر کتابوں میں روایت کردہ متن کے فرق کو بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ متعدد مقامات پر غلط متن اصل قرار پا گیا ہے اگر ڈاکٹر صاحب

اس پہلو سے اپنی کتاب پر توجہ فرما لیتے تو یقیناً ان کی کتاب آنحضرت ﷺ کے مکاتیب کے سلسلہ میں ایک مستند ماخذ قرار پاتی۔" (۳۷)

نعمانی صاحب نے اپنے کردہ ترجمہ وشرح میں جگہ جگہ ڈاکٹر صاحب کی تحقیق سے اختلاف اور مستشرقین پر ان کے اعتماد پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔(۳۸)

ڈاکٹر صاحب نے اس مجموعہ میں پائے جانے والے غریب الفاظ کا مفہوم ومطلب، حروف تہجی کے اعتبار سے صفحہ ۴۲۹ تا ۴۸۷ بیان کیا ہے اور یہ زیادہ تر "لسان العرب" سے منقول ہے اگر غریب الحدیث سے متعلقہ کتب سے مراجعت کے ساتھ یہ فہرست تیار کی جاتی تو واضح تر اور صحیح تر ہونے کی امید کی جاتی ہے ۲۹۴ مصادر و مراجع کی الفائی فہرست صفحہ ۴۹۱ تا ۵۰۹ پر پائی جاتی ہے بعد ازاں اس مجموعہ کے عربی ایڈیشن اور فرانسیسی ایڈیشن کا تقابلی جدول صفحہ ۵۱۰ تا ۵۱۲ موجود ہے فہرست الاسماء والاعلام صفحہ ۵۱۵ تا ۵۴۲ پھیلی ہوئی ہے فہرست الانساب صفحہ ۵۴۵ تا ۵۵۲ ہے یہ فہرست عدنانیہ اور قحطانیہ کی بنیاد پر تیار کردہ نقشوں کی مناسبت سے ہے ان دونوں نقشوں میں ۱، ۲، ۳ ،نمبران کے طبقات کا اظہار کرتے ہیں اور ا، ب، ج ،نقشوں میں ان کی تلاش پر راہنمائی میں سہولت کی خاطر تحریر کردہ ہیں ڈاکٹر صاحب اگرچہ دنیا سے غیر شادی شدہ اور لاولد ہی گئے ہیں لیکن ان کی دیگر نادر تحقیقات کی طرح یہ غیر مثل تحقیق بھی انہیں ابنائے اسلام میں تا قیامت زندہ رکھے گی۔

○ اشاریہ وتصحیح "ترجمہ صحیح بخاری"

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے امام بخاری کی الجامع الصحیح کا اشاریہ بھی مرتب فرمایا ہے (۳۹) اس اشاریہ تک رسائی کی بسیار کوشش کے باوجود ناکامی رہی جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب سے اس بارے میں راہنمائی کی گذارش کی گئی آپ بھی افسوس کا اظہار فرمارہے تھے کہ میں نے ڈاکٹر صاحب کو یہ کام کرتے ہوئے دیکھا تھا لیکن حاصل کرنے میں کوتاہی ہوگئی۔ راقم نے اپنے ترک دوستوں سے اس پر معلومات مہیا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو جناب پروفیسر ڈاکٹر یلدرم آف سلیمان ڈیمرل یونیورسٹی (ترکی) نے بتایا کہ یہ صحیح بخاری کے فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ پایا جاتا ہے لیکن ان کے پاس یہ ترجمہ موجود نہ تھا اس لیے اشاریہ کی فوٹو کاپی حاصل نہ ہوسکی۔

ڈاکٹر صاحب کے انتہائی عالمانہ اور محققانہ مزاج کے حوالے سے امید واثق ہے کہ یہ اشاریہ مروجہ اشاریوں میں مختلف انداز کا انتہائی مفید کام ہوگا۔ ارباب علم وفضل سے اس پر مزید راہنمائی کی گزارش ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بطور سیرت نگار'' نامی مقالہ میں صحیح بخاری کا عربی سے اردو ترجمہ بتایا گیا ہے۔ (۴۰) جبکہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے بوسکائی کے کردہ ترجمہ صحیح بخاری کی تصحیح کی ہے۔ (۴۱) آپ کے تحقیقی کاموں میں اشاریہ بخاری کا ہی ذکر ہے یا پھر تصحیح ''ترجمہ صحیح بخاری'' مذکورہ بالا مقالہ نگار صاحبہ کی اردو ترجمہ بخاری کی تحقیقی بلا تصدیق ہے

○ الصحيفة الصحيحة '' موسوم به '' صحيفه همام بن منبه

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کو قدیم ترین، انمول اور نایاب صحیفہ ہمام بن منبہ (۱۰۱ھ) کا ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۳ء میں برلین (WE ۱۳۸۴، ۱۷۹۷) میں ایک ناقص نسخہ ملا۔ بعد ازاں پروفیسر ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی آف کلکتہ یونیورسٹی نے کتب خانہ ظاہریہ دمشق میں مخطوط ثانی دریافت کیا اور پھر وفور ایثار سے اس کی اشاعت کے لیے ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے حق میں دست بردار ہو گئے آپ نے دونوں مخطوطوں کا حرف بہ حرف تقابل کر کے صحیفہ ہمام بن منبہ کو ایڈٹ کیا۔ حاشیہ میں اختلاف متن کی نشان دہی کرتے چلے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد یوسف الدین صاحب نے اس میں پائی جانے والی ۱۳۸، احادیث کی بخاری مسلم میں تلاش کا فریضہ سرانجام دیا (۴۲) اس تخریج کے بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب یوں رقم طراز ہیں:

> ''صحیفہ ہمام کی کل ۱۳۸ حدیثوں میں سے ۹۱ صحیحین میں (حسب ذیل ترتیب سے) موجود ہیں ۲۳ دونوں میں ہیں مزید برآں ۲۵ صرف بخاری کے ہاں اور ۴۳ صرف مسلم کے ہاں ہیں (۴۳) جبکہ یہ صحفیہ بجنسہ انتہائی معمولی سے تقدم و تاخر کے ساتھ مسند احمد بن حنبل میں موجود ہے۔''

ڈاکٹر صاحب نے صحیفہ کی تحقیق و تخریج کے علاوہ اس کی استنادی حیثیت پر بحث کرتے ہوئے اس نسبت کو یقینی ثابت کیا ہے۔ (۴۴)

اشاعت سے پہلے آپ نے اس پر حدیثِ نبویؐ کی تدوین و حفاظت کے حوالے سے انتہائی عالمانہ، مؤرخانہ

اور محققانہ دیباچہ تحریر فرمایا۔(۴۵) یہ صحیفہ سب سے پہلے دمشق کی عربی اکاڈیمی نے اپنے موقر سہ ماہی رسالے ''مجلة المجمع العلمي العربي ''۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء کے چاروں نمبروں میں اسے بہ اقساط طبع کیا۔اور پھر بعض اصلاحوں کے ساتھ الگ کتابی صورت میں بھی شائع کیا۔(۴۶) بعد کے عربی ایڈیشن مزید ضروری ترمیم کے ساتھ شائع ہوتے رہے۔عربی ایڈیشن شائع ہونے کے ساتھ ہی ہندی مسلمانوں میں بھی اس کی خوب مقبولیت ہوئی۔اور ڈاکٹر صاحب کے برادر محترم مولانا محمد حبیب اللہ صاحب نے شدید مصروفیتوں اور علالت کے باوجود اس کا اُردو میں ترجمہ فرمایا اور اسے ڈاکٹر صاحب کے پاس نظر ثانی کے لیے بھیجا۔اسلامک پبلی کیشنز سوسائٹی حیدر آباد (دکن) نمبر۲ کے سلسلہ مطبوعات میں مکتبہ نشاۃ ثانیہ معظم جاہی مارکیٹ حیدر آباد (دکن) کے زیر اہتمام صحیفہ ہمام بن منبہ کی نظر ثانی کے بعد طبع چہارم ۱۹۵۶ء میں پیش کی گئی جو کہ ۱۴۳ صفحات پر مشتمل ہے جس میں صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۷۷ تک ''حدیثِ نبوی کی تدوین و حفاظت'' کے زیر عنوان طویل دیباچہ پایا جاتا ہے۔بعد ازاں صفحہ ۷۹ سے صفحہ ۱۲۱ تک صحیفہ کا عربی متن ایک صفحہ پر اور بالمقابل صفحہ پر اردو ترجمہ پایا جاتا ہے۔صفحہ ۱۲۳ سے صفحہ ۱۲۹ تک اختلاف الروایات کا بیان ہے اور صفحہ ۱۳۱ سے صفحہ ۱۴۳ تک مخطوط دمشق اور مخطوطہ برلین کی سماعتیں پائی جاتی ہیں۔

طبع چہارم کے آغاز میں صفحہ ۱۰ پر ''پیش لفظ طبع ثالث'' تو موجود ہے لیکن طبع ثالث کا سال نہیں پایا جاتا ہے علاوہ ازیں طبع اول و دوم کی کوئی نشان دہی نہیں ملتی۔لیکن طبع ثالث سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربی دو ایڈیشنوں کے بعد عربی متن اور اردو ترجمہ کے ساتھ طبع کو طبع میں ثالث شمار کیا گیا ہے اور اردو ترجمہ کے اعتبار سے یہ پہلی طبع ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

> ''ان حالات میں مناسب معلوم ہوا کہ اصل عربی کتاب کا ایک نیا ایڈیشن شائع ہو جائے اور دیباچے کو عصری بتایا جائے چنانچہ ایک تو اصل صحیفہ ہمام بن منبہ شائع کیا جا رہا ہے دوسرے نہ صرف اس کا بلکہ سابقہ عربی دیباچے کا (بھی ضروری اصلاح و ترمیم کے بعد) اردو ترجمہ جو برادر محترم نے کیا ہے شامل کیا جا رہا ہے یہ دیباچہ بتائے گا کہ حدیث نبوی کی تاریخ میں صحیفہ ہمام کو کیا درجہ اور کیا اہمیت حاصل ہے۔''(۴۷)

''پیش لفظ طبع چہارم'' میں ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے کہ:

''گذشتہ اشاعت کے آخر میں ''بازیاد'' کے طور پر جو اشارے کیے گئے تھے وہ اب دیباچہ کے متن میں سمو دیئے گئے ہیں۔''(۴۸) گویا ''بازیاد'' والی طبع ثالث ہے۔

اس طرح ثالث و طبع چہارم حیدرآباد (دکن) سے ۱۹۵۶ء میں واقع ہوئی ہے جبکہ برادر عزیز م ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب نے لکھا ہے:

''اس کا سب سے پہلا ایڈیشن ۱۹۶۱ء میں حیدرآباد سے شائع ہوا۔''(۵۰)

یہ کمپوزنگ کی غلطی ہوسکتی ہے کیونکہ ۱۹۵۶ء کی طبع چہارم تو میرے ہاتھوں میں ہے☆ اور اگر کمپوزنگ کی غلطی نہیں تو پھر ۱۹۵۶ء میں طبع چہارم کے بعد ۱۹۶۱ء میں طبع اول کی تحقیق سمجھ سے بالا تر ہے۔ ملک سنز فیصل آباد، کی طرف سے ۱۹۸۳ء میں شائع شدہ صحیفہ ھمام بن منبہ کے شروع میں ایک اضافی دیباچہ از پروفیسر غلام احمد حریری پایا جاتا ہے (۵۱) اس دیباچہ میں جناب حریری صاحب نے دین اسلام میں حدیث کا مقام صحابہ کرام اور حدیث نبوی کے بعد فتنہ انکار حدیث پر قلم اٹھایا ہے بعد ازاں حضرت ابو ہریرہؓ کا تعارف پیش کیا ہے اور ڈاکٹر صاحب کی عبارت:

''غرض بطور فقیہ حضرت ابو ہریرہؓ کا وہ درجہ نہیں جو خلفاء راشدین، عبداللہ بن مسعود، بی بی عائشہ، ابن عمر وغیرہ (رضی اللہ عنہم) کا ہے۔''(۵۲)

اس پر حریری صاحب نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے علمی اور تاریخی و تحقیقی انداز میں یہ ثابت کیا ہے کہ:

''حضرت ابو ہریرہؓ فتوی و اجتہاد کے اعتبار سے اکابر صحابہ کے زمرہ میں شمار ہوتے تھے اور وہ اس ضمن میں کسی طرح بھی حضرت عبداللہ بن عمر، عثمان بن عفان اور دیگر کبار صحابہ سے کم درجہ نہ تھے۔''(۵۳)

صحیفہ ھمام بن منبہ کے عربی سے اردو ترجمہ کے علاوہ ترکی، فرانسیسی، انگریزی تراجم بھی پائے جاتے ہیں۔ کمال قوشچو کا کردہ ترکی ترجمہ ۱۹۶۷ء میں استنبول سے طبع ہوا۔ اس کا مقدمہ الگ سے بزبان ترکی ''مختصر تاریخ حدیث'' کے نام سے مارکیٹ میں پایا جاتا ہے۔ یہ صحیفہ درحقیقت حضرت ھمام بن منبہ (م ۱۰۱ھ) کی وہ تحریری یادگار ہے جو انہوں نے اپنے استاد محترم صحابی رسول حضرت ابو ہریرہؓ (۵۸ھ) سے نقل کیا تھا گویا اسے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی رحلت

کے بعد ۵۰ سال کے اندر اندر اور حضرت ابو ہریرہؓ کی وفات سے پہلے ضبط تحریر میں لایا گیا۔ اس قدر قدیم ترین مجموعہ احادیث رسول کی دریافت، اور تحقیق و تخریج سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے مستشرقین کے اگلے ہوئے اور برصغیر کے منکرین کے ترنوالے کو ''عصف ماکول'' بنا کر رکھ دیا ہے۔ اوران کے معاندانہ و جاہلانہ اعتراض کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے کہ ''احادیث تیسری صدی ہجری میں احاطہ تحریر میں لائی گئی ہیں'' ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کی یہ خدمت حدیث، بڑے بڑے محدثین کی خدمات حدیث سے کہیں بڑھ کر ہے کیونکہ اس تحقیق نے ایک طرف مستشرقین و منکرین حدیث کے منہ پر ایک زبردست تاریخی طمانچہ رسید کیا اور دوسری طرف اس فکر سے متاثر بہت سے گمراہوں کی ہدایت کا سامان مہیا کیا ہے۔

○ سیرۃ ابن اسحاق (۱۵۱ھ)

متونِ حدیث کے قدیم ترین ماخذوں میں سے ایک اہم ترین ماخذ سیرت ابن اسحاق (۱۵۱ھ) ہے۔ یہ ماخذ مدت مدید سے مفقود تھا۔ اہل علم کے ہاں اس کی تہذیب و تلخیص سیرۃ ابن ہشام ہی متداول تھی۔ اصل کتاب دیکھنے کی آس تقریباً ختم ہو چکی تھی کہ جامعہ رباط کے فاضل استاد ابراہیم الکتانی نے مکتبہ قرویین میں پائے جانے والے ناقص مخطوطے کے دو قطعوں کی مائیکروفلم ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کو بھیجی۔ جس کو پڑھنے اور صاف لکھنے کی صبر آزما مشقت سے آپ نبرد آزما ہوئے، بعد ازاں ڈاکٹر صاحب نے اصل مخطوط سے تقابل کی غرض سے مبیضہ کو ابراہیم الکتانی کے پاس بھیجا کسی قدر تقابل کی زحمت جناب ابراہیم الکتانی صاحب نے گوارا کی۔

اس ناقص مخطوطے کے پہلے قطعے کے جزءاول کا پہلا ورق ناقص ہے جزءاول کا اختتام یوں ہے:

آخر الجزاء الاول من كتاب المغازى لا بن اسحاق يتلوه فى الثانى ان شاء الله حديث بحيرا الراهب(۵۴)

دوسرا قطعہ شروع تو ''حدیث بحیرا'' سے ہی ہوتا ہے لیکن یہ پہلے جزء سے مختلف ہے، دوسرے قطعے میں سیرۃ ابن اسحاق کا الجزء الثانی، الثالث، الجزء الرابع، اور الجزء الخامس پایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی محققہ یہ نادر و نایاب کتاب ''خدمت الخیریہ وقف قونیہ'' کی طرف سے ترکی میں ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء میں طبع ہوئی۔ اس ایڈیشن کے آغاز میں ۴۰ صفحات پر مشتمل طویل انتہائی عالمانہ ومحققانہ مقدمہ پایا جاتا ہے جس میں محقق کتاب جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے اہل ایمان کے ہاں سیرت النبیؐ، مختلف ادوار میں سیرت نگاری، ابن اسحاق اور امام مالک، نیز ابن اسحاق کی خدمات کے اعتراف کا حق ادا کیا ہے۔

طبع قونیہ میں یہ دونوں قطعے صفحہ ا تا صفحہ ۲۸۰ پائے جاتے ہیں۔ ہر صفحے کے نیچے حاشیہ میں سیرۃ ابن ہشام اور سہیلی کے حوالہ جات پائے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ نے آیات قرآنیہ کی تخریج بھی کی ہے اور ان مخطوطوں میں پائی جانے والی خالی جگہوں یا نا قابل فہم الفاظ کو سیرۃ ابن ہشام کی مدد سے مکمل کیا ہے۔

دونوں قطعے (بشمول پانچ اجزاء) یونس بن بکیر کی روایت سے پائے جاتے ہیں ان کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کو سیرۃ ابن اسحاق کا ایک قطعہ مکتبہ ظاہریہ (دمشق) کے مخطوطات سے دستیاب ہوا جو کہ یونس بن بکیر کی بجائے محمد بن سلمۃ کی روایت ہے طبع قونیہ میں یہ قطعہ صفحہ ۲۸۵ تا صفحہ ۳۱۶ پایا جاتا ہے۔ متن کتاب کے بعد درج ذیل ایک جدول اور تین فہرستیں پائی جاتی ہیں۔

- جدول المقارنة (بين نص هذا الكتاب و كتاب ابن هشام)
- فهرست آيات القرآن
- فهرست القوافي
- فهرست الاسماء والاعلام

جدول المقارنہ میں ڈاکٹر صاحب نے سیرۃ ابن اسحاق کے ۵۲۰ پیراگراف کے بالمقابل سیرۃ ابن ہشام کے صفحات درج کیے ہیں۔ (۵۵) آیات قرآنیہ کی فہرست میں سورۃ نمبر، آیات نمبر درج کرنے کے بعد مقابل میں کتاب کا فقرہ (پیراگراف) درج کیا گیا ہے۔ (۵۶) فہرست القوافی حروف تہجی کے اعتبار سے تیار کی گئی ہے۔ یہ ترتیب قافیہ کے آخر کے لحاظ سے ہے اور ہر حرف کے اندر قافیہ کے ابتداء کے لحاظ سے ہے۔ (۵۷) فہرست الاسماء والاعلام بھی حروف تہجی کے اعتبار سے وضع کی گئی ہے۔ صفحہ نمبر کی بجائے پیراگراف نمبر ہی یہاں پر قائم ہے۔ اس

فہرست میں ح=(حاشیہ)، ر=(راوی)، ش=(شاعر)، ق=(قوم اور قبیلہ)، م=(موضع اور محل) کے لیے بطور رموز درج ہیں۔(۵۸) سب سے آخر پر فہرست کتاب صفحہ ۳۹۱ تا صفحہ ۳۹۵ پائی جاتی ہے۔ جس میں بطور رموز درج ہیں۔(۵۸) سب سے آخر پر فہرست کتاب صفحہ ۳۹۱ تا صفحہ ۳۹۵ پائی جاتی ہے۔ جس میں پیرا گراف کے حوالہ سے اہم موضوعات کی نشان دہی کی گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ۵۲۰ پیرا گراف میں سے ۷۷ موضوعات پر مبنی یہ فہرست تیار کی ہے۔

اس کتاب کے ۵۲۰ پیرا گراف درحقیقت ۵۰۰ کے لگ بھگ روایات (احادیث) کے قدیم ترین ماخذ کی دریافت ہے یہ تحقیق جہاں سیرت النبیؐ کی خدمت عظمی ہے وہاں منکرین حدیث کے مبنی بر جہالت اس اعتراض کا بھی شافی رد ہے کہ احادیث کی کتابت تیسری صدی ہجری میں معرض وجود میں لائی گئی جب کہ روایات کا اس قدر عظیم ذخیرہ فاضل سیرت نگار ابن اسحاق کی وفات ۱۵۱ھ سے قبل تحریری شکل اختیار کر چکا تھا۔

○ انساب الاشراف

احمد بن یحیی المعروف بالبلاذری (۲۷۹ھ) کی یہ تصنیف بنیادی طور پر سیرت النبیؐ کی کتاب ہے جس کی تحقیق کا فریضہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے سرانجام دیا۔ آپ کی تحقیق کی بنیاد مکتبہ سلیمانیہ استنبول میں رئیس الکتاب سیکشن میں موجود مخطوط نمبر ۵۹۷۔۵۹۸ ہے اس مخطوطہ کی محققہ جلد اول معهد المخطوطات بجامعة الدول العربية نے دار المعارف مصر کے اشتراک سے ۱۹۵۹ء میں شائع کی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کے پیرا گراف کی ۱۲۰۵ تک تعداد مقرر کی ہے۔ یہ پیرا گراف زیادہ تر سیرتِ نبویؐ سے ہی متعلقہ ہیں۔ سیرتِ نبویؐ کی کتب، کتب حدیث کی ہی ایک قسم ہے جس میں سینکڑوں روایات مع سند براہِ راست حدیثِ نبویؐ کے زمرے میں آتی ہیں۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب کا سیرتِ نبویؐ کے اس مخطوطے کو ایڈٹ کرنا حدیثِ نبویؐ کی عمومی طور پر ایک بہترین خدمت ہے۔ آپ کے ایڈٹ کردہ دیگر مخطوطوں کی طرح یہ مخطوطہ بھی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ احادیث کے تحریری مجموعے عجمی محدثین نے خود نہیں گھڑ ڈالے بلکہ اسانید کے محکم سلسلہ کے ساتھ مروی روایات کو ہی انہوں نے تحریری مجموعوں کی شکل دی تھی۔ اپنی طرف سے ان میں کوئی ایک روایت بھی داخل نہیں کی اگر کسی جگہ اس قسم کی

ناپاک کوشش کی گئی تو محدثین نے وضع حدیث کے ضابطے لاگو کر کے اس خزف ریزے کو جواہر نبوی سے بالکل چھانٹ کر الگ کر دیا ہے۔ڈاکٹر صاحب کے تحقیقی کردہ مخطوطوں نے احادیث کے بارے میں تاریخی اعتبار سے عدم تسلسل کے اعتراض کا خوب رد کیا ہے اور اس طرح حدیث نبوی پر پھیلائے گئے شبہات واعتراضات کا خوب پائیدار جواب مہیا کیا ہے۔

❍ کتاب السرد و الفرد فی صحائف الاخبار ونسخها المنقولة عن سید المرسلین

ابوالخیر احمد بن اسماعیل القزوینی (۵۹۰ھ) کی اس تالیف کا ایک مخطوط ڈاکٹر صاحب نے مکتبہ سلیمانیہ (استنبول) کے وزیر شہید علی پاشا سیکشن میں نمبر ۵۳۹ پر تلاش کیا اس کی تحقیق اور انگریزی ترجمہ کیا جو کہ پاکستان ہجرہ کونسل اسلام آباد کی طرف سے ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء میں شائع ہوا۔اس طبع میں انگریزی تعارف اور اس مجموعہ کے گیارہ صحائف کی ۴۵۴ احادیث کا انگریزی ترجمہ ۱۰۲ صفحات پر محیط ہے جبکہ صحائف کا عربی متن، عربی حصے میں صفحہ ۷ تا ۷۳ پایا جاتا ہے۔صفحہ ا تا ۲۹ میں ڈاکٹر صاحب نے Introduction پیش کیا ہے۔اس میں آپ نے:

❍ History of Hadith, ❍ Compilation before the Hijrah,

❍ Private effort, ❍ Compilation after the Hijrah,

جیسے عنوانات کے تحت معلومات کے دریا بہائے ہیں بعد ازاں کتاب السرد والفرد کا تعارف پیش کیا ہے۔
کتاب السرد والفرد میں مندرجہ ذیل گیارہ صحائف امام قزوینی نے اکٹھے کیے ہیں۔

➊ صحیفہ ھمام بن منبہ

یہ صحیفہ ڈاکٹر صاحب الگ سے بھی شائع کر چکے ہیں اس مجموعے میں صحیفہ ھمام بن منبہ عن ابی ہریرہ مکمل طور پر پایا جاتا ہے لیکن اس کی ترتیب ڈاکٹر صاحب کے برلین، قاہرہ اور دمشق کے مخطوطوں سے شائع کردہ صحیفے کی ترتیب سے مختلف ہے۔تاہم احادیث کی تعداد یکساں ہے ڈاکٹر صاحب نے صفحہ ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰ پر اس مجموعہ میں ۱۳۵ احادیث کا ایک تخریجی تقابلی جدول پیش کیا ہے جس میں پہلا نمبر اس مجموعہ میں حدیث کا نمبر ہے اور اس کے

ساتھ دوسرا نمبر ڈاکٹر صاحب کے الگ سے تحقیق کردہ صحیفہ ھمام بن منبہ کا حدیث نمبر ہے۔اس کے بعد ہر حدیث کی بخاری مسلم سے تخریج پیش کی ہے جو حدیث صحیحین میں نہیں پائی جاتی اس کی تخریج دیگر کتابوں سے نہیں کی گئی ہے۔ یہ جدول دراصل اردو عربی ایڈیشن کا ہی انگریزی ترجمہ ہے۔انگریزی حصہ میں صفحہ ۵ تا ۳۰ اس کا انگریزی ترجمہ اور عربی متن، عربی حصہ میں صفحہ ۷ تا ۲۳ پایا جاتا ہے۔

❷ صحیفہ کلثوم بن محمد عن ابی ہریرہ

اس صحیفہ کی ۱۸۳ احادیث کی تخریج معجم المفہرس (وینسک/فواد عبدالباقی) کی مدد سے پیش کی ہے یہ فہرست صفحہ ۲۱ تا ۲۳ پائی جاتی ہے۔انگریزی ترجمہ صفحہ ۳۱ تا ۴۲ اور عربی متن، عربی حصہ میں صفحہ ۲۴ تا ۳۱ پایا جاتا ہے۔

❸ صحیفہ عبدالرزاق عن ابی ہریرہ

اس صحیفہ میں ۴۷ احادیث پائی جاتی ہیں جن کی تخریج فہرست صفحہ ۲۳ پر پائی جاتی ہے۔جس میں صرف حدیث نمبر ۲، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۶، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۴، ۳۵، ۴۰ اور ۴۷ کی تخریج بیان کی گئی ہے۔

باقی احادیث کی تخریج کے بارے میں کچھ درج نہیں ان احادیث کا انگریزی ترجمہ صفحہ ۴۳ تا ۴۱ اور عربی متن، عربی حصہ میں صفحہ ۳۲ تا ۳۷ پایا جاتا ہے ۔

❹ حمید الطّویل عن انس بن مالک

اس صحیفہ میں ۱۰/احادیث پائی جاتی ہیں۔جن کی تخریجی فہرست صفحہ ۲۳، ۲۴ پر، انگریزی ترجمہ صفحہ ۱۳ تا ۵۴ اور عربی متن، عربی حصہ میں صفحہ ۳۸، ۳۹ پر پایا جاتا ہے۔

❺ صحیفہ من طریق اہل البیت عن علی بن ابی طالب

اس صحیفہ میں ۱۱۹/احادیث پائی جاتی ہیں جن کی تخریجی فہرست صفحہ ۲۴ پر پائی جاتی ہے جس میں صرف حدیث نمبر ۱۴ اور ۱۹ کی تخریج بیان کی گئی ہے احادیث کا انگریزی ترجمہ صفحہ ۵۵ تا ۵۸ اور عربی متن عربی حصہ میں صفحہ ۴۰ تا ۴۲ پایا جاتا ہے۔

❻ صحیفہ الخضر والیاس عن النبی ﷺ

اس صحیفہ میں ۲۱ راحادیث پائی جاتی ہیں جن کی تخریجی فہرست صفحہ ۲۴ پر پائی جاتی ہے جس میں صرف دو احادیث نمبر ۷ اور ۸ کی تخریج بیان ہوئی ہے احادیث کا انگریزی ترجمہ ۵۹ تا ۶۳ اور عربی متن، عربی حصہ میں صفحہ ۴۳ تا ۴۵ پایا جاتا ہے،......وبه قالا سمعنا رسول الله ﷺ یقول: کی سند سے یہ تمام روایتیں جمع کی ہیں۔ محدثین کے ہاں حضرت خضر اور حضرت الیاسؑ کی روایتیں موضوعات کے زمرے میں شمار ہوتی ہیں (۵۹) لیکن ڈاکٹر صاحب نے اس پر کوئی اشارہ نہیں کیا ہے۔

❼ صحیفہ الاشج عن علی بن ابی طالب

اس صحیفہ میں ۲۰ راحادیث پائی جاتی ہیں جن کی تخریجی فہرست صفحہ ۲۴ پر پائی جاتی ہے جس میں صرف گیارہ روایات (نمبر ۲، ۴، ۵، ۶، ۷، ۹، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۲۰) کی تخریج پائی جاتی ہے احادیث کا انگریزی ترجمہ صفحہ ۶۴ تا ۶۸ اور عربی متن، عربی حصہ میں صفحہ ۴۶ تا ۴۹ پایا جاتا ہے محدثین کے ہاں الاشجیات موضوعات میں شمار ہوتی ہیں۔(۶۰) لیکن ڈاکٹر صاحب نے کوئی اشارہ نہیں کیا ہے۔

❽ صحیفہ جعفر نسطور الرومی

اس صحیفہ میں ۱۲ راحادیث پائی جاتی ہیں جن کی تخریجی فہرست کے بارے میں صفحہ ۲۴ پر درج ہے کہ Reference Found No Where Else. یعنی ان روایات کا حوالہ دوسری کتب میں کہیں بھی نہیں مل سکا ان روایات کا انگریزی ترجمہ صفحہ ۶۹ تا ۷۱ اور عربی متن، عربی حصہ میں صفحہ ۵۰ تا ۵۲ پایا جاتا ہے محدثین کے ہاں جعفر بن نسطور الرومی کی روایات موضوعات میں شمار ہوتی ہیں۔(۶۱) لیکن ڈاکٹر صاحب اس پر کوئی آگاہی کرتے دکھائی نہیں دیتے۔

❾ صحیفہ خراش عن انس بن مالک

اس صحیفہ میں ۱۵ راحادیث پائی جاتی ہیں جن کی تخریجی فہرست ۲۵ پر پائی جاتی ہے جس میں دس احادیث کی

تخریج بیان ہوئی ہے ان احادیث کا انگریزی ترجمہ صفحہ ۷۲ تا ۷۵ اور عربی متن، عربی حصہ میں صفحہ ۵۳ تا ۵۵ پایا جاتا ہے۔ محدثین کے ہاں خراش کی روایات موضوعات میں شمار ہوتی ہیں۔ (۶۲) لیکن ڈاکٹر صاحب اس بارے میں بالکل خبردار نہیں کرتے ہیں۔

⑩ صحیفہ عبدالرزاق عن ابن عمر

اس صحیفہ میں ۱۲ احادیث پائی جاتی ہیں جن کی تخریج فہرست صفحہ ۲۵، ۲۶ پر پائی جاتی ہے ان احادیث کا انگریزی ترجمہ صفحہ ۷۶ تا ۸۱ اور عربی متن، عربی حصہ میں صفحہ ۵۶ تا ۶۰ پایا جاتا ہے۔

۱۱۔ صحیفہ جویریۃ بن اسماء عن ابن عمر

اس صحیفہ میں ۱۸۳ احادیث پائی جاتی ہیں جن کی تخریجی فہرست صفحہ ۲۶ تا ۲۹ پائی جاتی ہے احادیث کا انگریزی ترجمہ صفحہ ۸۲ تا ۱۰۱ اور عربی متن، عربی حصہ میں صفحہ ۶۱ تا ۷۳ پایا جاتا ہے۔

○ الاخبار الطّوال (جملہ معترضہ)

''شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کی طرف سے ایک تحقیقی مقالہ برائے ایم اے علوم اسلامیہ (سیشن ۱۹۹۸ء۔ ۲۰۰۰ء) بعنوان ''ڈاکٹر محمد حمید اللہ بطور سیرت نگار'' تیار کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار فرخ ناز صاحبہ نے یہ تحقیق پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم رانا کے زیرنگرانی سرانجام دی ہے۔ مقالہ ہذا میں ڈاکٹر صاحب کی تالیفات کی فہرست میں نمبر ۴۰ پر یوں معلومات کے دریا بہائے گئے ہیں۔

''الاخبار الطّوال ابوحنیفہ الدینوری: (ابوحنیفہ دینوری کا مجموعہ حدیث) مجلّہ عثمانیہ صفحہ ۹۸ (۶۳) الاخبار الطّوال کی ابوحنیفہ الدینوری کا مجموعہ حدیث پڑھ کر حیرت ہوئی کہ محترمہ مقالہ نگار صاحبہ اور گائیڈ صاحب بلکہ شاید بیرونی ممتحن صاحب نے بھی الاخبار الطّوال کو دیکھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ ابوحنیفہ دینوری (۲۸۲ھ) کی الاخبار الطّوال کا شمار ہماری ملی تاریخ کے قدیم ماخذوں میں ہوتا ہے، ابوحنیفہ دینوری نے دیگر عرب مؤلفوں کی طرح اپنی تاریخ حضرت آدم سے شروع کی ہے اور محمد المعتصم (۲۲۷ھ) کی حکومت پر ختم کی ہے ساری کی ساری کتاب تاریخی

واقعات سے بھری پڑی ہے حدیث نام کی (سوائے ایک روایت کے)(٦٤) کوئی شے اس میں نہیں پائی جاتی ہے۔ جبکہ مذکورہ مقالہ میں اسے ابوحنیفہ دینوری کا مجموعہ حدیث گردانا ہے تحقیق کے نام پر اس بلاتحقیق سرانجام دیئے جانے والے کارنامے سے مزید کوئی دھوکہ نہ کھائے اس لیے یہ وضاحت ضروری سمجھی گئی ہے۔ مجموعہ حدیث ہونے سے ہٹ کر الاخبار الطّوال کو ڈاکٹر محمد حمیداللہ صاحب کی فہرست تصنیفات، تالیفات تراجم خطبات میں گڈمڈ کردیا گیا ہے۔ یہ کتاب نہ ڈاکٹر صاحب کی تصنیف نہ تالیف نہ ہی ترجمہ کردہ ہے۔ اس کا اُردو ترجمہ جناب پروفیسر محمد منور (مرزا) نے کیا ہے(٦٥) ڈاکٹر صاحب نے روسی مستشرق اغناطیوس کراچ کوفسکی کے صرف فرانسیسی مقدمے اور اشاریے کا ملخص اردو ترجمہ کیا ہے(٦٦) نیز ایک ضمیے کی شکل میں الاخبار الطّوال اور اس کے مصنف کے بارے میں بعض ضروری باتوں کا اضافہ کیا ہے۔''(٦٧)

○ مقدمہ کتاب السنن لسعید بن منصور

ڈاکٹر محمد حمیداللہ صاحب ١٣٨٠ھ میں اپنی بعض تحقیقات علمیہ کے سلسلے میں مکتبہ محمد پاشا کوپرولی (ترکی) میں مصروف کار تھے کہ وہاں پر آپ کو سنن سعید بن منصور (٢٢٧ھ) کا ناقص نسخہ دریافت ہوا جو کہ مصنف ابن ابی شیبہ کے تحت غلط طور پر مندرج تھا۔ آپ نے یہ نسخہ بغرض تحقیق مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی کو عنایت کردیا۔ اور بوقت طبع اس پر ایک قیمتی مقدمہ تحریر فرمایا۔ جو القسم الاول عن المجلد الثالث میں صفحہ ١٣ تا ٣٠ پایا جاتا ہے اس مقدمہ میں آپ نے پہلے حکایۃ الاکتشاف بیان کی ہے پھر سنن کی سعید بن منصور سے نسبت کو یقینی ہونا ثابت کیا ہے بعد ازاں رواۃ کی تحقیق پیش کی ہے سعید بن منصور کے حالات زندگی اہم ترین بنیادی ماخذوں سے جمع کیے ہیں آخر میں اس پر کتاب کی اہمیت اور تاریخ علم حدیث میں اس کا مقام و مرتبہ واضح کیا ہے۔ یہ طویل مقدمہ آپ کے تبحر علمی اور حدیثِ نبوی کی حفاظت کے لیے کردہ کاوشوں کا بین ثبوت ہے۔(٦٨)

ڈاکٹر علی (Dr. Ali) آف ترکی نے ''مصنف سعید بن منصور کی از سرنو تالیف'' کے موضوع پر Ph.D کی ہے دوران تحقیق رہنمائی کی غرض سے جناب ڈاکٹر حمیداللہ صاحب کو خط لکھا۔ حسب عادت ڈاکٹر صاحب نے انتہائی مشفقانہ انداز میں بزبان ترکی جواب بھیجا۔ سنن سعید بن منصور کی مناسبت اور آپ کی ترکی زبان سے آگاہی کی غرض سے خط نقل کیا جارہا ہے(٦٩) اور اس کا ترجمہ انتہائی مفید گردانتے ہوئے پیش خدمت ہے۔

(اردو ترجمہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے عزیز بھائی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مکتوب گرامی ملا۔ شکریہ۔ اللہ آپ سے راضی ہو۔

سنن سعید بن منصور تین چوتھائی باقی نہیں رہی۔ اس کا تکرار آسان کام نہیں ہے۔ بہر حال کوشش سعید ہے ایک نکتہ اہم ہے کہ سعید بن منصور سے متعلقہ ہر شے اس کی سنن میں نہیں ہے۔ میرے تجربے میں ہے کہ بعض اشیاء کو میں نے امام احمد بن حنبل سے منسوب پایا جو کہ مسند احمد میں نہیں ہیں امام مسلم سے منسوب پایا اور وہ صحیح میں نہیں ہیں۔

آپ کی فہرست میں تاریخ طبرانی نہیں مل پائی۔ اس کی طبع یورپ کے انڈکس میں iii، ۲۴۲۸ پر سعید بن منصور کی ایک روایت کا ذکر ہے اس سے زیادہ اہم شاید ابن کثیر کی تفسیر ہے۔ علاوہ ازیں ابن عبدالبر کی استیعاب بھی شاید مفید ماخذ ثابت ہو اسی طرح سنن سعید بن منصور (بھی)

اگر آپ نئی روایات تلاش کریں اور انہیں صحاح ستہ کے ابواب کی طرز پر ترتیب دیں تو بہت فائدہ ہوگا۔ مطبوع سنن بن منصور کے اہم کلمات کا انڈکس ایک مفید شے ہوگا۔ نئے ماخذوں میں سعید بن منصور سے متعلق کوئی روایت ہو تو کیا یہ سنن (سعید بن منصور) میں ہے یا نہیں؟ اس کے لیے یہ اہم کلمات کا انڈکس مددگار رہوگا۔ بہر حال میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ آپ سے راضی ہو۔

والسلام

محمد حمید اللہ

اس خط سے ڈاکٹر صاحب کی معلومات کی وسعت کا خوب اندازہ ہوتا ہے اور راہنمائی کے طالبین پر آپ کی شفقت بھی عیاں ہے آج ایسی جامع شخصیت کو کہاں سے ڈھونڈ کر لائیں۔ ساری امت مسلمہ، ایک بچھڑے آدمی کا متبادل پیش کرنے سے قاصر ہے جو ہر روز دنیا بھر سے آنے والے بیسیوں خطوط کا اسی انداز میں جواب دیتے تھے۔ خط لکھنے والے اکثر اعلیٰ درجے کے محققین ہوتے یا تحقیق کے میدان میں اعلیٰ سطح پر تحقیق کرنے والے ہوتے، ڈاکٹر صاحب ہر ایک کو اس کے حسب حال جواب سے نوازتے۔

○ جامع معمر بن راشد

جناب محمد رحیم الدین صاحب نے صحیفہ ھمام بن منبہ کے حرف آغاز میں لکھا ہے کہ:

> ''ابھی حال میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے یہ خوش خبری سنائی ہے کہ انقرہ یونیورسٹی ترکی کے کتب خانہ سے ھمام بن منبہ کے شاگرد رشید، معمر بن راشد (۱۵۲ھ) کا صحیفہ بھی انہوں نے ڈھونڈ نکالا ہے اور اس کو ایڈٹ کرنا شروع کر دیا ہے۔''(۷۰)

ڈاکٹر صاحب کا تلاش کردہ جامع معمر بن راشد کا نسخہ انقرہ یونیورسٹی کے شعبہ زبان و تاریخ، جغرافیہ کے اسماعیل صاحب سنجر سیکشن میں نمبر ۲۱۶۴ پر پایا جاتا ہے (۷۱) جامع معمر بن راشد، مطبوعہ مصنف عبدالرزاق کے آخر پر بھی موجود ہے۔(۷۲)

ڈاکٹر صاحب کے اس کو ایڈٹ کرنے کی مذکورہ بالا خوش خبری کی مزید تفصیلات حاصل کرنے سے قاصر رہا ہوں۔ آپ کے تحقیقی کاموں میں جامع معمر بن راشد کی ایڈیٹنگ کا ذکر مزید کہیں نہیں ملتا ہے۔ تاہم آپ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحب سے مصنف عبدالرزاق کے آخر پر پائی جانے والی ''کتاب الجامع'' کے بارے میں اختلاف رائے رکھتے تھے اعظمی صاحب کے نزدیک ''کتاب الجامع'' مصنف عبدالرزاق کا ہی حصہ ہے جبکہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مصنف عبدالرزاق کا حصہ نہیں بلکہ یہ ''جامع معمر بن راشد'' ہے اس قضیہ کو ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی نے ''ترجمان الاسلام'' بنارس سے یوں نقل کیا ہے۔ اس طرح مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی نے حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام (۲۱۱ھ) کی مصنف عبدالرزاق کو ایڈٹ کر کے ۱۹۷۲ء میں شائع کرایا تو ڈاکٹر صاحب نے استنبول کے

کتب خانے کے مخطوطات کے حوالہ سے ثابت کیا ہے ''مصنف عبدالرزاق'' کی آخری دو جلدیں معمر بن راشد کی ''کتاب الجامع'' پر مشتمل ہیں اور یہ مسند عبدالرزاق کا حصہ نہیں ہے اس کے جواب میں مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی نے ایک مضمون لکھا جس میں اپنے اس موقف پر دلیلیں پیش کیں کہ یہ جلدیں مصنف عبدالرزاق ہی کا حصہ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے دوسرا مضمون لکھا اور کچھ مزید دلائل کا اضافہ کیا۔ جواب میں مولانا اعظمی نے اپنے نقطۂ نظر کے اثبات میں مزید حقائق وشواہد پیش کیے۔ مصنف عبدالرزاق اور ''جامع معمر بن راشد'' سے متعلق دونوں بزرگوں کے مذکورہ مکالمات تحقیق وتدوین کے طالب علموں کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (۷۳)

یہ مضامین الارشاد اعظم گڑھ، اپریل ۱۹۸۳ء (ص ۵۷)، مئی ۱۹۸۳ء (ص ۴۵)، جون/ جولائی ۱۹۸۳ء (ص ۲۵۔۲۸) مئی جون ۱۹۸۴ء (ص ۵۹۔۶۰) میں پائے جاتے ہیں بھرپور کوشش کے باوجود صرف ایک مضمون ''مصنف عبدالرزاق'' مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی، کی فوٹو کاپی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی۔ (۷۴)

اس میں مولانا اعظمی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کا رد کرتے ہوئے خالصتاً علمی وتحقیقی انداز اختیار کرنے کی بجائے خاصا جارحانہ رویہ اپنایا ہے۔ جس کو ''مدیر الرشاد'' نے بھی محسوس کیا ہے اور لکھا ہے کہ :

> ''ڈاکٹر صاحب کی تحقیق سے مولانا اعظمی کو اختلاف ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں یہ مختصر تحریر روانہ فرمائی ہے جو شائع کی جارہی ہے لیکن اس سلسلہ میں راقم الحروف معذرت کرتے ہوئے عرض کرے گا مولانا نے جواب میں جو تحریر روانہ فرمائی ہے اس میں غصہ کا انداز بیان ان کے شایان شان نہیں ہے یہ علمی بحث ہے اس میں علمی ہی انداز مناسب ہے۔'' (۷۵)

❍ اقدام آثار تدوین الحدیث کتابة

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کا یہ مقالہ سہ ماہی ''الدراسات الاسلامیہ'' اسلام آباد کے شمارے جنوری/ مارچ ۱۹۸۵ء میں صفحہ ۵ تا ۲۰ پایا جاتا ہے اس میں ڈاکٹر صاحب نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے عصر مبارک کے تحریری سرمایہ احادیث کی نشان دہی کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے عہدِ نبوی ﷺ کی تحریروں کو تین حصوں :

- وثائق ماقبل الهجرة
- فی اثناء سفر الهجرة
- وثائق لما بعد الهجرة

میں تقسیم کیا ہے اور بڑے اختصار کے ساتھ ان کی نشان دہی فرمائی ہے۔ یہ مقالہ درحقیقت آپ کی مایہ ناز تحقیق ''الوثائق السیاسیۃ......'' کا ملخص ہے۔ آپ نے زائد صرف یہ کیا ہے کہ اس مقالہ میں ''کتاب السر دوالفرد......'' کا اجمالی سا تعارف آخر پر شامل کیا ہے۔ (۷۶) آپ کا یہ مقالہ بھی منکرین حدیث کے اس اعتراض کا تاریخی و تحقیقی جواب ہے کہ حدیث نبوی کی کتابت تیسری صدی ہجری کی پیداوار نہیں ہے بلکہ یہ عہدِ نبویؐ کی میراث ہے مسلمانوں نے یہ کوئی من گھڑت ایجاد نہیں کی بلکہ پیغمبر اسلام علیہ الصلاۃ والسلام کے فرامین ذی شان اور مبارک تحریروں کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔

○ خطبہ تاریخ حدیث شریف

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کا یہ تاریخی لیکچر ''خطباتِ بہاولپور'' طبع اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ۱۴۰۱ھ میں صفحہ ۳۱ تا ۶۱ پایا جاتا ہے اپنے دیگر خطبات کی طرح یہ خطبہ بھی آپ نے تمام تر اپنے حافظے کی بنیاد پر دیا اور آپ سامنے معمولی سی چٹ بھی نہیں ہوتی تھی لیکن موضوع کے اعتبار سے تسلسل و ہم آہنگی اور معلومات کی جامعیت کے سامنے آدمی حیران رہ جاتا ہے ان خطبات کے ایک سامع ہونے کے ناطے ڈاکٹر صاحب کی اثر انگیزی تا حال قلب وذہن میں برقرار ہے۔ دیگر سامعین کی طرح راقم بھی اس خطبہ کے بعد حدیث نبوی کے بارے میں پیدا کردہ تمام تر شکوک وشبہات کے بارے میں صاف ذہن اور حدیث پر ایمان بالیقین کی دولت سے مالا مال ہو کر پلٹا تھا۔ اس خطبہ میں آپ نے حدیث کی ضرورت واہمیت وحجیت میں ثابت کیا ہے کہ:

''حدیث کی اہمیت قرآن کی اہمیت سے کسی طرح کم نہیں۔'' (۷۷)

اسی طرح دیگر قوموں سے حدیث کے تقابلی جائزہ کے بارے کہتے ہیں کہ:

''حدیث ایک ایسا علم ہے اور حدیث کی مندرجات ایسی چیزیں ہیں جن کے مماثل کوئی اور چیز دوسرے مذاہب میں ہمیں نظر نہیں آتی ان حالات میں تقابلی مطالعے کا امکان باقی نہیں رہتا۔''(۷۸)

حدیث اور سنت کی اصطلاحی تعریف اور ان کا مترادف ہونا ثابت کیا ہے حدیث قدسی کی پہچان کروائی ہے احادیث کو ''سرکاری تحریریں'' اور ''نجی کاوشیں'' کے طور پر تقسیم کرتے ہوئے اس پر تفصیلی معلومات مہیا کی ہیں۔ لیکچر کے آخر پر آپ نے کتاب و تدوین حدیث کے بارے میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی تعلیمات اور صحابہ کرام کی کاوشوں کا ٹھوس ثبوت پیش کیا ہے یوں تدوین حدیث کے بارے میں اس مغالطے کا رد کیا کہ یہ بعد کے ادوار کی پیداوار ہے۔ خطبہ کے بعد سوال و جواب کی نشست میں اہل سنت اور اہل تشیع کی کتب میں اختلاف کی توضیح و تطبیق سامنے لائے ہیں اصول حدیث میں روایت اور درایت کی اہم علمی فکری و اصولی بحث کو نکھارا ہے اور بعض اہم مسائل پر احادیث نبوی کی روشنی میں سائلین کی راہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام دیا ہے۔

تمام لیکچر کے نتیجے میں ڈاکٹر صاحب کے احادیث نبوی پر ٹھیٹھ ایمان کی ہر ایک کو خبر ہوئی جس میں مستشرقین و منکرین کے بلند بانگ علمی دعوؤں سے قطعی طور پر کوئی مرعوبیت نہیں پائی جاتی ہے، بلکہ عالمی سطح کی اہم ترین مسلم شخصیت کے حدیثِ نبویؐ پر انتہائی ٹھوس پختہ مگر سادہ ایمان نے ہر ایک کو حدیثِ نبویؐ پر ایسے ہی متصلبانہ ایمان کی دعوت فکر دی ہے۔

خدماتِ حدیث کے تفصیلی جائزہ سے آپ کی علمی دنیا میں برتری عیاں ہے۔ آپ بنیادی طور پر ایک ماہر قانون کے علاوہ محقق اور مؤرخ تھے لیکن آپ نے احادیثِ نبویہ ﷺ کے بارے میں مستشرقین اور مرعوبین کا علمی، تحقیقی و تاریخی طور پر جواب دینے کا فریضہ ذمے لیا۔ جدید و قدیم مشرقی و مغربی علوم اور کئی ایک ایشیائی و یورپی زبانوں کے ماہر ہونے کے ناطے احادیثِ نبویہ ﷺ کے بارے میں پھیلائے گئے اعتراض و شبہات دور کرنے کا جو بیڑا آپ نے اٹھایا اس کا یوں حق ادا کیا کہ منکرین حدیث کے اعتراضات خود ان کے لیے باعث عار بن گئے۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب ذاتی طور پر علوم الحدیث کی تجدید کر گئے اور آنے والی نسلوں کے لیے اس میدان میں کام کی بہت سی نئی راہیں کھول گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے۔

حواشی وتعلیقات

۱) انقرہ یونیورسٹی، انقرہ ترکی کے صدر شعبہ علوم حدیث پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید خطیب اوغلی کی زیرنگرانی راقم السطور کو Ph.D کی تحقیق کا شرف حاصل ہے آپ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کی طرح وسیع معلومات اور انتہائی بلند پایہ ذوق تحقیق رکھتے ہیں، جس کا بین ثبوت خطیب بغدادی (۴۶۳ھ) کی ''شرف اصحاب الحدیث'' کی تحقیق وتعلیق ہے۔ آپ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے بڑے قریبی مراسم رکھتے تھے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے امام محمد کی ''السیر الکبیر'' کا فرانسیسی ترجمہ کیا اور یہ ترجمہ ترکی میں موصوف کی کاوشوں سے شائع ہوا اس کا مسودہ اپنے قیام ترکی (ماچس راوالہ) (۱۹۹۴ء۔ ۱۹۸۹ء) کے دوران استاد محترم کے پاس دیکھا تھا۔ ڈاکٹر خطیب اوغلی تقریباً ہر سال ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کی زیارت کے لیے پیرس تشریف لے جاتے ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کا نوکر، بیوی اور ٹیلی فون کے بارے میں رویہ بھی آپ کا دوران گفتگو بیان کردہ ہے۔

۲۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، ۱۴۰۱ھ، ص ز۔ وی (عبد القیوم قریشی: تعارف) ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی، تحقیقات وتاثرات، کراچی، ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء، ص ۵۰۰۔۵۱۴ (ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔ نقوش وتاثرات)؛؟ تذکرہ شعبہ قانون، حیدرآباد ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء؛ سہ ماہی ''تحقیقات اسلامی'' علی گڑھ جنوری۔ مارچ ۲۰۰۳ء، ص ۹۶۔۱۱۲ (ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی: ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور اسلامی علوم کی تحقیق وتدوین)؛ ماہنامہ ''اردو ڈائجسٹ'' لاہور، فروری ۲۰۰۳ء، ص ۱۹ (ادریس صدیقی: اسلام کا بین الاقوامی سفیر)؛ ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی، ربیع الاول ۱۳۹۳ھ، ص ۲۰۔۲۷ ڈاکٹر حمید اللہ: حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی کتاب اظہار الحق اور اس ترجمہ ماہنامہ ''دعوۃ'' اسلام آباد مارچ ۲۰۰۳ (ڈاکٹر حمید اللہ نمبر)؛ ماہنامہ ''الرشاد'' اعظم گڑھ، مئی ۱۹۸۳ء ص ۴۸۔۵۳ (مولانا ابو علی عبد الباری: محترم ڈاکٹر حمید اللہ صاحب دارالمصنفین میں)؛ ماہنامہ ''فکر ونظر'' اسلام آباد، مئی ۱۹۷۶ء (یوم تاسیس نمبر)، ص ۹۴۴ (بزمی انصاری: ادارۂ تحقیقات اسلامی) ماہنامہ ''محدث'' لاہور، فروری ۲۰۰۳ھ، ص ۶۵۔۶۸ (عظیم ترمذی: ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم)، ص ۶۹۔۷۲ (پروفیسر خورشید احمد: ڈاکٹر محمد حمید اللہ)؛ ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ، مارچ ۲۰۰۳، (شذرات آہ! فاضل گرامی ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحلت فرما گئے) ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی، ۶ رفروری ۱۹۹۲ء، ص ۸۔۱۲ (محمد صلاح الدین، پیرس میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ سے وزیر اعظم نواز شریف کی ملاقات، ڈاکٹر محمد حمید اللہ مختصر سوانح)

Select List of the Printed work of Dr. Muhammad Hamidullh, Centre Culturel Islamique (Paris), First Edition 1.1.1404- 1980; Impect International, London, Jan-Mar.2003, P.17-20 (Dr. Mahmood Ahmad Ghazi: Sirah, Hadith and Law), P.21-23 (Dr. Mahmood Ahmad Ghazi : Teacher per Exellence), P.32-33 (Dr.

Muhammad Abdul Jabbar Beg : A Pupil's memories……), P.42-44 (M.H. Faruqi: The Last Citizen of Hyderabad……), P. 16 (Nadia Batool Ahmad : Humble and Dignified), P.31 (Razali Nawawi: Malaycounsels……), P.14-15 (Sadiz Athullah: Muhammad Hamidullah), P.28-30 (Syed Salman Nadvi : AScholar's Scholar), P.34-36 (Dr. Yuuf Zia Kavakci : The Debt we Own in Turkey……), P.24-27 (Zafar Ishaq Ansari : Great Encounters): www. muslim-canada .org/ biosketchhamid.html (Dr. Muhammad Hamidullah a Biographical Sketch), (Ayub Khan : Greatest Living Islamic Scholar Dr. Hamidullah Passed Away), (Dr. Kamil Yasaroglu: Cok.Yonlu Bir Islam Alimi Portresi: Muhammad Hamidullah)

۳۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطباتِ بہاولپور، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور، ۱۴۰۱ھ، ص۳۶: نقوش (رسول نمبر) لاہور ۱۹۸۲، ج۲ص۶۲۷ (ڈاکٹر محمد حمید اللہ: محمد رسول اللہ، مترجم: نذیر حق)۔

۴۔ خطباتِ بہاولپور، ص۳۷

۵۔ ایضاً، ص۳۳، ۶۵

(6) Muhammad Hamidullh, The Prophet's Establishing a State and His Succession, Islamabad ھ1408/ء1988, P.12.

۷۔ خطباتِ بہاولپور، ص۳۳۔۳۴

۸۔ ایضاً، ص۳۵

۹۔ ایضاً، ص۶۵۔۶۶

۱۰۔ ایضاً، ص۳۱۵

۱۱۔ ایضاً، ص۶۵

۱۲۔ صحیفہ ھمام بن منبہ، (تحقیق: ڈاکٹر محمد حمید اللہ)، کراچی ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء، ص۸۹۔

۱۳۔ خطباتِ بہاولپور، ص۵۲

۱۴۔ ایضاً، ص۵۷

۱۵۔ نقوش، ج۲، ص۶۲۸

۱۶۔ ڈاکٹر حمید اللہ، امام ابوحنیفہ کی تدوین قانون اسلامی، کراچی ۱۹۸۳ء، ص ۳۳۔۳۴

۱۷۔ سیرت ابن اسحاق (تحقیق: ڈاکٹر محمد حمید اللہ)، قونیہ (ترکی) ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء ص، ط (مقدمہ)

۱۸۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: ناصر الدین، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، الریاض ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء، ج ۱ ص ۶۰۰، (حدیث نمبر ۴۱۶)

۱۹۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہدِ نبویؐ میں نظام حکمرانی، کراچی ۱۹۸۱ء، ص ۲۰۹۔۲۱۰ (۲۹۰)

۲۰۔ البانی، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، ج ۱ ص ۴۵۰ (حدیث نمبر ۲۸۲)

۲۱۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اللہ کی سیاسی زندگی، کراچی ۱۹۸۰ء، ص ۲۲ (۳۵)

۲۲۔ ابن تیمیہ، احادیث القصاص، المکتب الاسلامی ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء، ص ۷۸

۲۳۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، امام ابوحنیفہ کی تدوین وقانون اسلامی، کراچی ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء ص ۲۶۔۲۷

۲۴۔ ابن تیمیہ، احادیث القصاص، ص ۶۷۔۶۸؛ ملا علی قاری، الموضوعات الکبری، سانگہ ہل؟ ص ۳۱۰۔۳۱۱

۲۵۔ نقوش (رسول نمبر)، ج ۲ ص ۵۲۸ (۳۷)

۲۶۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۲۹۰ (۴۲۷)

۲۷۔ الکتب الستۃ، السنن ابی داؤد، الریاض ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، ص ۱۲۵۹ (حدیث نمبر ۴۹۴)، جامع الترمذی، ص ۱۶۸۲ (حدیث نمبر ۴۰۷)

۲۸۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہدِ نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی، ص ۲۰۵ (۲۸۵)

۲۹۔ صحیفہ ہمام بن منبہ، ص ۸۹، خطباتِ بہاولپور، ص ۵۳

۳۰۔ سیرت ابن اسحاق، ص کد۔کط۔

۳۱۔ ماہنامہ ''دعوۃ'' اسلام آباد، جلد ۹، شمارہ ۱۰، مارچ ۲۰۰۳ء ص ۳۱، (ڈاکٹر محمود احمد غازی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ بیسویں صدی کے ممتاز ترین محقق)

۳۲۔ خطباتِ بہاولپور، ص ۵۸

۳۳۔ مولانا عبد الشہید نعمانی، فرامین نبویؐ (ترجمہ وشرح مکاتیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم للامام ابوجعفر الدیبلی ۳۲۲ھ)، کراچی ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، ص ۲۳

۳۴۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ ...... بیروت ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء، ص ۲۵ تا ۳۰۹

۳۵۔ ایضاً ص ۴۹۱ تا ۵۰۹

۳۶۔ ایضاً ص ۲ ی

۳۷۔ نعمانی، فرامین نبویؐ، ص ۲۳۔۲۴

۳۸۔ ایضاً، ص ۳۳، ۳۷، ۴۱، ۴۷، ۴۷۔۴۸، ۶۰، ۶۶، ۷۸، ۸۷ اور ۱۱۳

۳۹۔ خطباتِ بہاولپور، ص ۔ب ی

۴۰۔ فرح ناز، ڈاکٹر محمد حمید اللہ بطور سیرت نگار (غیر مطبوعہ مقالہ برائے ایم اے)، بہاو الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان سیشن ۱۹۹۸ء۔۲۰۰۰ء، ص ۴۱

۴۱۔ سہ ماہی تحقیقاتِ اسلامی، علی گڑھ، جنوری۔ مارچ ۲۰۰۳ء، ص ۱۰۹ (ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی: حمید اللہ اور اسلامی علوم کی تحقیق)

۴۲۔ صحیفہ ھمام بن منبہ، حیدر آباد (دکن) ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء، ص ۸ (محمد رحیم الدین: حرف آغاز) جبکہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ "مذکورہ بالا حوالوں میں سے بعض کے لیے میں ڈاکٹر یوسف الدین صاحب کی نوازشوں کا ممنون ہوں۔ ص ۶۳

۴۳۔ صحیفہ ھمام بن منبہ، ص ۶۴، بخاری مسلم میں احادیث کی نشان دہی کی تفصیلی فہرست ص ۵۹ تا ۶۳ پائی جاتی ہے

۴۴۔ ایضاً، ص ۵۵ تا ۶۹

۴۵۔ ایضاً، ص ۱۱ تا ۷۷

۴۶۔ ایضاً، ص ۱۰

۴۷۔ ایضاً، ص ۱۰

۴۸۔ ایضاً، ص ۹

۴۹۔ صحیفہ ھمام بن منبہ (ناشر: رشید اللہ یعقوب)، کراچی ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء، ص ۲

۵۰۔ ماہنامہ "دعوۃ" اسلام آباد، ص ۶۴ (ڈاکٹر محمد عبداللہ: ڈاکٹر محمد حمید اللہ علمی روایات کے امین)

☆ اس قدیم طبع کے علاوہ دیگر نادر و نایاب کتب کی فراہمی کے سلسلہ میں اپنے مہربان دوست، بیت الکتب فیصل آباد کے مؤسس جناب علی ارشد صاحب کا انتہائی ممنون ہوں)

۵۱۔ صحیفہ ھمام بن منبہ، ملک سنز کارخانہ بازار، فیصل آباد ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء، ص ۱ تا ۲۰

۵۲۔ صحیفہ ھمام بن منبہ، فیصل آباد، ص ۴۵؛ حیدر آباد، ص ۴۹

۵۳۔ صحیفہ ھمام بن منبہ، فیصل آباد، ص ۱۹

۵۴۔ سیرت ابن اسحاق، ص ۴۸

۵۵۔ ایضاً، ص ۳۱۹ تا ۳۲۲

۵۶۔ ایضاً، ص ۳۲۳ تا ۳۲۴

۵۷۔ ایضاً، ص ۳۲۵ تا ۳۴۳

۵۸۔ ایضاً،ص۳۴۴ تا ۳۸۹

۵۹۔ ملا علی قاری، الموضوعات الکبری (تحقیق و تعلیق: محمد الصباغ)، سانگلہ ہل ؟، ص ۳۶

۶۰۔ امام صغانی، الدر الملتقط فی تبیین الغلط ویلیہ کتاب الموضوعات، بیروت ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، ص ۶ (کتاب الموضوعات)

۶۱۔ امام صغانی، کتاب الموضوعات، ص ۶؛ ملا علی قاری، الموضوعات الکبری، ص ۴۶۰؛ امام شوکانی، الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعۃ القاہرۃ ؟، ص ۴۲۳

۶۲۔ امام صغانی، کتاب الموضوعات، ص ۶؛ ملا علی قاری، الموضوعات الکبری، ص ۴۰۷

۶۳۔ فرح ناز، ڈاکٹر محمد حمید اللہ بطور سیرت نگار، ص ۴۱

۶۴۔ ابوحنیفہ الدینوری، الاخبار الطّوال (ترجمہ: پروفیسر محمد منور)، لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۲۸۲

۶۵۔ ابوحنیفہ الدینوری، الاخبار الطّوال (ترجمہ پروفیسر محمد منور)، اردو سائنس بورڈ، لاہور، باراول ۱۹۶۶ء، بار دوم اپریل ۱۹۸۶ء، صفحات ر+۴۰۷

۶۶۔ ابوحنیفہ الدینوری، الاخبار الطّوال، ص۔و (مقدمہ محمد حمید اللہ)

۶۷۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: الاخبار الطّوال، ص ۶۵ تا ۸۰

۶۸۔ تفصیلات کے لیے: سعید بن منصور، کتاب السنن، (تحقیق و تعلیق: حبیب الرحمٰن اعظمی)، ص ۱۳ تا ۳۰ (المقدمہ من الاستاذ الدکتور حمید اللہ)

۶۹۔ ڈاکٹر علی آک یوز، مصنف سعید بن منصوری از سرنو تالیف، استنبول ۱۹۹۷ (بزبان ترکی مطبوع مقالہ برائے پی ایچ ڈی) ص ۹

۷۰۔ صحیفہ ھمام بن منبہ، ص ۷

۷۱۔ تفصیلات کے لیے: ڈاکٹر علی یاردم، حدیث ii، ازمیر (ترکی) ۱۹۹۲ء، ص ۴۹۔۵۰

۷۲۔ مصنف عبدالرزاق (تحقیق: حبیب الرحمٰن الاعظمی) جوہانسبرگ ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء، الجزاء العاشر (ص ۳۷۹ تا آخر یعنی ۴۶۸ تک) اور الجزاء الحادی العاشر (مکمل) کتاب الجامع لمعمر بن راشد پر مشتمل ہے۔

۷۳۔ سہ ماہی ''تحقیقاتِ اسلامی''، علی گڑھ، ص ۱۰۴۔

۷۴۔ ماہنامہ ''الرشاد'' اعظم گڑھ، مئی ۱۹۸۳ء، ص ۴۵۔۴۴ (مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مدظلہ۔ مصنف عبدالرزاق)

۷۵۔ ایضاً، ص ۴۷۔

۷۶۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: ''الدراسات الاسلامیہ، اسلام آباد ینابر۔ مارس ۱۹۸۵ء، ص ۵۔۲۰ (د۔ حمید اللہ: اقدم آثار تدوین الحدیث کتابہ)

۷۷۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطباتِ بہاولپور، ص ۳۶۔

۷۸۔ ایضاً، ص ۳۶۔